حضرت مولانا
غلام محمد گھوٹوی
اور
ردِ فتنہ قادیانیت
مع اجمالی رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور
1935
صادق علی زاہد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اور ردِّ فتنہ قادیانیت

معہ اجمالی رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور 1935ء

تحقیق وترتیب: صادق علی زاہدؔ

صفحات: 64

تاریخ اشاعت: 15 نومبر 2019ء

کمپوزنگ: محمد ابوبکر زاہدؔ، محمد ابوتراب زاہدؔ

قانونی مشیر: محمد عثمان زاہدؔ (ایڈووکیٹ)

ناشر: ختم نبوت ریسرچ سینٹر ننکانہ صاحب

قیمت: -/100 روپے

ملنے کا پتہ: ختم نبوت ریسرچ سینٹر محلہ بال لیلا ننکانہ صاحب

sazahid2021@gmail.com.

0300-4529446

انتساب

""کئی پھولوں جیسے لوگ بھی ہیں انہی ایسے ویسے لوگوں میں""

شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و فیوض کے وارث

شیخ الاسلام کی شخصیت و کردار کے مخفی گوشے وَا کرنے کے لئے شب و روز کوشاں

""شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی"" کے خالق

عزت مآب جناب صاحبزادہ پروفیسر مفتی حافظ نصیر الدین شبلی

بن شیخ الحدیث محمد عبدالحیٔ چشتی بن شیخ الاسلام غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

قیس سا پھر نہ اُٹھا کوئی بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے قبیلے کا سدا ایک ہی شخص

فہرست

حدیثِ دل

شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ قادیانیت کے لیے آپ ''دُرّۂ عمر'' کی حیثیت رکھتے تھے۔ سال ۲۰۰۱ء میں راقم الحروف کی کتاب ''علمائے حق اور ردِ فتنہ مرزائیت'' شائع ہوئی۔ اس کتاب میں علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی ردِّ قادیانیت پر خدمات کے حوالے سے ایک تعارفی مضمون شامل تھا جو اُس وقت تک میسر علمی وسائل کی روشنی میں تیار ہوا تھا۔ تحقیق و جستجو کا سفر جاری تھا کہ چند برس قبل درگاہ عالیہ گولڑہ شریف کے فیض یافتہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے فارغ التحصیل معروف ماہر تعلیم جناب رائے اقبال حسین کھرل صاحب کے ساتھ ننکانہ صاحب میں ہونے والی ایک اچانک ملاقات میں شیخ الاسلام گھوٹوی صاحب موضوع سخن بنے تو گھوٹوی صاحب پر مزید تحقیق کے جذبہ کو جلا ملی۔ دو برس قبل شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے جناب غلام نصیر الدین شبلی صاحب کا خط موصول ہوا۔ اس خط میں جناب شبلی صاحب نے ''ماہنامہ السعید ملتان'' میں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ پر میرے شائع شدہ مضمون پر تہنیت و تبریک پیش کی۔ یہ خط جناب شبلی صاحب کے ساتھ شناسائی و ربط کا سبب بنا۔ اس ربط کو مزید تقویت بخشنے کے لئے محترم المقام جناب شبلی صاحب نے اپنی کتاب ''شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی'' ارسال فرما دی جس میں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت و افکار پر تفصیلی مباحث موجود ہیں۔ اِسال ''علمائے حق اور ردِ فتنہ مرزائیت'' کی اشاعت ثانی کے لیے نظر ثانی شروع کی تو گھوٹوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر موجود میسر مواد کی روشنی میں ایک وقیع مقالہ تیار ہو گیا ہے۔ یہی مقالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اصل کتاب کی دوسری اشاعت مزید وقت، علمی جدو جہد اور کثیر سرمائے کی متقاضی ہونے کی وجہ سے اس مقالہ کو علیحدہ شائع کر دیا ہے۔ اگر چہ یہ مقالہ عجلت میں تیار کیا ہے تاہم میرے خیال میں اس میں سیر حاصل مباحث کا احاطہ ہو گیا ہے۔ مقالہ کی تیاری کے دوران جناب شبلی صاحب کی ماہرانہ آراء مسلسل میرا حوصلہ بڑھاتی رہی ہیں۔

مسلم قادیانی مقدمہ بہاولپور ۱۹۳۵ء علیحدہ سے ایک مربوط تحقیق کا متقاضی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمادی تو انشاء اللہ اس موضوع پر بھی عنقریب خامہ فرسائی کی کوشش کرنے

کا ارادہ رکھتا ہوں۔

دورانِ سماعت مقدمہ حضرت شیخ الجامعہ نے دو دفعہ بطور گواہ بیان ریکارڈ کروایا۔ قادیانی کفر میں آخری کیل ثابت ہونے والے آپ کے دونوں بیانات کتاب و سنت کے دلائل سے مزین اور قادیانی کتب کے حوالہ جات سے پُر ہیں۔ اس تحریر کے اختتام سے قبل دونوں بیانات بطور ضمیمہ جات ۱، ۲ شامل ہیں۔ ان بیانات میں حضرت شیخ الجامعہ نے اپنے دور اور اسلوبِ تحریر کے مطابق حوالہ جات تحریر کئے تھے۔ ان حوالہ جات کو جدید اسلوب میں ڈھالتے ہوئے میں نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ شیخ الجامعہ کا اسلوب تحریر بہر صورت قائم رہے۔

اس مقالہ میں مقدمہ کے ہیرو جناب منشی محمد اکبر خاں ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کے تعارف پر مبنی حاشیہ لکھنا چاہتا تھا۔ لیکن تلاشِ بسیار کے باوجود اُن کے حالات میسر نہ آنے پر میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ جناب غلام مصطفیٰ چوہدری صاحب ایڈووکیٹ سپریم کوٹ آف پاکستان کی زبانی علم ہوا ہے کہ موصوف کے نواسے جناب مسعود ہاشمی صاحب عدلیہ میں موجود ہیں اور کچھ عرصہ قبل ایڈیشنل سیشن جج لاہور رہ چکے ہیں۔ جناب غلام مصطفیٰ چوہدری صاحب کی وساطت سے جناب مسعود ہاشمی صاحب سے رابطہ کی کوشش جاری ہے۔ اُن سے رابطہ ہو جانے کی صورت میں اس باب کے کئی نئے گوشے کھلنے کی اُمید ہے۔

میں تہہ دل سے مشکور ہوں جناب مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ مرکزی امیر مجلس تحفظِ ختم نبوۃ پاکستان فیضانِ اَولیاء اللہ ننکانہ صاحب کا جن کی ہمہ جہت راہنمائی اور روحانی توجہ ہر مرحلہ پر میری دستگیری کرتی ہے۔ آپ کا سایہ مجھ سمیت سب مجاہدین ختم نبوت کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔

حضرت شیخ السلام کی خدماتِ ختم نبوت کے حوالے سے یہ تحریر حرفِ آخر کا درجہ نہیں رکھتی اس میں بہت سی اصلاح کی گنجائش موجود ہے جس کے لئے قارئین کی مہربان آراء کا انتظار رہے گا۔

صادق علی زاہدؔ ننکانہ صاحب

۱۲ نومبر ۲۰۱۹ء بوقت تین بجے شب

فاتح مرزائیت، استاذ العلماء، شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاولپور

حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اور ردِ فتنۂ قادیانیت

(۱۸۸۵-۱۹۴۸)

سوانحی خاکہ:

فاتح قادیانیت، قاطع مرزائیت، عالمِ ربانی، سیف یزدانی، واقفِ رموز عرفانی، بانی شیخ الجامعہ فرسٹ وائس چانسلر، جامعہ عباسیہ (اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور) محقق علی الاطلاق، فخر العلماء، سید المحدثین، شیخ الاسلام حضرت علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کا نام آتے ہی اہل علم و ادب اور صاحبانِ تقویٰ کی گردنیں جُھک جاتی ہیں۔ سینہ اُن کی یاد سے رَوشن، اور ذِہن اُن کی علمی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے۔ یقیناً علم اُن پہ ناز کرتا تھا وہ انسانیت کا زیور اور دھرتی کا فخر تھے۔

تاجدارِ گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ انہیں دیکھ کر فرماتے تھے "غلام محمد گھوٹوی قرآنی آیت بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (۱) کی عملی تفسیر ہے۔ بلند قد و کاٹھ کو علم کی رفعت نے اَوجِ ثریا تک پہنچا دیا تھا۔ صرف، نحو، اُقلیدس، فقہ، اُصولیات فلکیات، نجوم الغرض وہ ہر فن اور ہر علم میں نہ صرف یدِ طولیٰ رکھتے تھے بلکہ گوہرِ یکتا تھے۔ آپ قلبِ قانع کے حامل یادگارِ اَسلاف تھے۔ محبتِ دُنیا اور تمنائے جاہ و حشم سے بے نیازی آپ کی فطرت کا خاصہ تھی۔ آسمانِ علم کا دَرخشندہ ستارہ ہونے کے باوجود آپ نے اَپنی علمیت کو کبھی دولت کمانے کا وَسیلہ نہ بنایا۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی قدس سرہٗ موضع گمرالی کلاں نزد منگوال منڈی بہاؤالدین روڈ ضلع گجرات میں ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام چوہدری عبداللہ المعروف گہنہ خان اور جدِ اَمجد کا نام چوہدری محمد خاں المعروف چوغطہ خاں تھا۔

قُرآن پاک ناظرہ کی تعلیم حافظ محمد دین گنج شکری فاروقی ساکن ٹھیکریاں شریف ضلع گجرات

سے حاصل کی جبکہ فارسی اور صرف ونحو کے مضامین حضرت مولانا محمد چراغ عباسی گنج شکری (۲) ساکن چکوڑی شریف ضلع گجرات سے پڑھے۔ازاں بعد مولانا جمال الدین اعوان ساکن محمد پور گھوٹہ ضلع ملتان، مولانا غلام حسین شورکوٹی ساکن قاضی والا موضع تلیری ضلع مظفر گڑھ، مولانا نورالزمان ساکن چکی شیخ ضلع میانوالی اور مولانا غلام احمد حافظ آبادی صدرالمدرسین جامعہ نعمانیہ لاہور سے تحصیلِ علم کی۔مدرسہ فیضِ عام کانپور انڈیا میں مولانا احمد حسن محدث کانپوری سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا فضل حق پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور سے درسِ نظامی مکمل کیا۔دورہ حدیث شیخ الحدیث مولانا وزیر احمد رامپوری سے پڑھا اور سندِ حدیث حاصل کی۔بخاری ومسلم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے سبقا سبقا پڑھیں علاوہ ازیں آپ نے فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ بھی اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔طب کی تعلیم کے لئے حکیم وزیر الحسن رامپوری اور تجوید وقرأت کے لئے استاذ القرأ عبدالرحمن جونپوری گولڑوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔

مدرسہ عالیہ رامپور سے فراغت کے بعد ۱۹۰۷ء میں آپ مدرسہ انوارالعلوم رامپور میں صدرالمدرّسین مقرر ہوئے۔۱۹۰۹ء میں اپنے استاد مولانا جمال الدین اعوان کی وصیّت کے مطابق محمد پور گھوٹہ ضلع ملتان تشریف لے آئے اور ۱۹۲۵ء تک دارالعلوم گھوٹہ میں استاذ الاساتذہ تعینات رہے۔آپ کی محنت ولگن سے اس مدرسہ کی شہرت چہاردانگ عالم میں پھیل گئی۔

حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی نے ۱۴ سال کی عمر میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔مرشدِ طریقت کے فیضان سے تاعمر ریاست بہاولپور (۳) اور اُس کے گردونواح میں قادیانیت کا بھرپور تعاقب جاری رکھا۔اپنے شیخِ طریقت سے والہانہ لگاؤ کی وجہ سے آپ پُرآشوب لمبے سفر کے باوجود اکثر گولڑہ شریف حاضری دیتے رہے۔مرشد کریم بھی مادرِ مہربان سے زیادہ آپ پر نظرِ عنایت فرماتے۔آپ سے بے پناہ محبت کی بدولت آپ کی خواہش پر مجدّدِ گولڑہ نے متعدد بار سرزمین گھوٹہ پر قدم رنجہ فرما کر آپ کو شرفِ میزبانی سے مشرّف فرمایا۔

آپ نے تحریکِ خلافت میں حصہ لیا۔انگریزی حکومت نے آپ کے خلاف بغاوت کے

مقدمات درج کئے مگر عوامی دباؤ کے پیشِ نظر آپ کی گرفتاری نہ ہوئی۔آپ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے آپ تحریکِ پاکستان میں عملاً شریک رہے۔اَکابرین جمیعت علمائے ہند نے آپ سے ملاقات کر کے مسلم لیگ کی حمائت چھوڑنے اور تحریکِ پاکستان سے دستبردار ہونے پر اَصرار کیا۔مگر آپ نے اُن کا مطالبہ ماننے سے صاف انکار کر کے مسلم لیگ وتحریکِ پاکستان کے ہراوَل دَستہ میں رہ کر اَپنی کاوشیں جاری رکھیں۔

نواب آف بہاول پور سَر صادق محمد خان خامس عباسی (۴) نے نظامِ ریاست سنبھالنے کے بعد ۱۹۲۴ء میں ریاست کو تعلیمی میدان میں آگے بڑھانے کے لئے جامع الازہر مصر (۵) کی طرز پر ایک عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔اور عالمی شُہرت یافتہ ماہر تعلیم حضرت علامہ غلام محمد گھوٹوی کو اس کا اوّلین شیخ الجامعہ (وائس چانسلر) بنانے کا حکم نامہ جاری فرمایا۔علاوہ ازیں ریاست بہاولپور میں آپ کو وزیر معارف اور شیخ الاِسلام کا اَعزازی رُتبہ بھی حاصل تھا۔ ۲۵ جون ۱۹۲۵ء کو آپ نے جامعہ عباسیہ بہاولپور (۶) کے افتتاح کے موقع پر تفسیرِ بیضاوی سے سورۃ البقرہ کی آیات:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۷)

پر لیکچر دیا۔تب سے ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء تک آپ بطورِ شیخ الجامعہ اِنتظامی وتدرِیسی اُمور سَر اَنجام دیتے رہے۔ریاست بہاولپور میں واقع خانقاہوں اور عربی مدارس کی نگرانی امتحانات، معائنہ اور ملازمین کی تعیناتی آپ کے سپرد تھا۔آپ کی علمی و اِنتظامی خِدمات کے اِعتراف میں ۱۹۵۲ء میں جامعہ اِسلامیہ بہاولپور کے مرکزی ہال کا نام "غلام محمد ہال" رکھا گیا۔آج بھی آپ

کے نام کی خوبصورت تختی ہال کی پیشانی کا جھومر ہے۔

آپ ۱۹۱۱ء، ۱۹۲۸ء، ۱۹۳۵ء اور ۱۹۴۵ء میں چار دفعہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں جب آپ پہلی دفعہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو دورانِ قیام مدینہ منورہ خواب میں دیدارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوئے اور تدریسِ حدیث پر مامور فرمائے گئے۔

وسط ۱۹۱۸ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے شیخ الحدیث مفتی حافظ محمد عبدالحئی الچشتی القادری اور حافظ علامہ غلام احمد قادری عطا فرمائے۔ دونوں صاحبزادگان آسمان علم کے تابندہ ستارے بن کر اُبھرے۔

آپ قادرالکلام شاعر اور مصنف تھے۔ آپ کی اکثر تصنیفات و تالیفات درسیات پر مشتمل ہیں آپ کے قلم کی جولانی سے درج ذیل کتب ظہور میں آئیں:

(۱) سوانح حیات حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔

(۲) معائنہ بلاشیب در مسئلہ علم غیب۔

(۳) ظفر الحق والصداقۃ علی من اجاب العلم بالسفاھۃ۔

(۴) تکملہ فوائدِ رفعیہ (قیاسی و معنوی عوامل)۔

(۵) حمد اللہ شرح سلم پر افاضات۔

(۶) حمد اللہ شرح سلم پر درسی تقاریر۔

(۷) اشارات لابنِ سینا پر درسی تقاریر۔

(۸) آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کے لئے سفارشات۔

(۹) طلاق ایکٹ (ریاست بہاولپور) پر تفصیلی رپورٹ اور تجاویز۔

(۱۰) صحیح بخاری کے تشریحی افاضات۔

(۱۱) تفسیر بیضاوی کے تفسیری افاضات۔

(۱۲) تصوفِ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی پر افاضات۔

(۱۳) عربی زبان کی وسعت و گہرائی اور گیرائی پر تحقیقی مقالہ۔

(۱۴) جوف الفراء (کتاب نحو)۔

(۱۵) جلالین شریف پر نوٹس۔

(۱۶) رسالہ در مسئلہ امتناع نظیر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاتح مرزائیت مولانا غلام محمد گھوٹوی ۷ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۴۸ء بروز پیر بعد از نماز عشاء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔نواب آف بہاول پور نے ۹ مارچ کو آپ کے جنازہ پر ریاست میں عام تعطیل کا اعلان کر دیا۔لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔آپ کے شاگرد اور دستِ راست ابوالعباس علامہ محمد صادق بہاولپوری کو آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔قبرستان ملوک شاہ (عقب نور محل) بہاولپور میں آسودۂ خاک ہیں۔مزار سے ملحق مسجد و مدرسہ بھی قائم ہو چکا ہے(۸) جہاں ہر سال ۸ تا ۱۰ مارچ جناب صاحبزادہ پروفیسر مفتی حافظ نصیر الدین شبلی مہری بن شیخ الحدیث محمد عبدالحیٔ چشتی بن شیخ الاسلام غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں عرس کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

ردِ قادیانیت:

استاذ العلماء، شیخ الاسلام، بحر العلوم حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف علمی میدان میں فرقِ باطلہ کا رد فرمایا بلکہ عملی کاوشیں کر کے اِسلام کی سربلندی اور کفر کی سرکوبی میں اپنا بھرپور حصہ ڈالا۔فاتحِ قادیانیت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے فیضِ صحبت کی بدولت فتنہ ضالہ قادیانیت کے ردّ و ابطال کی خاطر آپ نے اپنی جملہ صلاحیتیں صَرف کر دیں۔قادیانی دجل و فریب کے خلاف ایمانی غیرت آپ کی رَگ رَگ میں خون بن کر دوڑتی تھی۔آپ کو یہ ملکہ حاصل تھا کہ آپ قرآن کریم کی ہر آیت مبارکہ سے ختم نبوت ثابت کر سکتے تھے اور یہ علمی استعداد بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوئی تھی۔دیگر خدمات جلیلہ کے ساتھ ساتھ مشہورِ عالم ”مقدمہ مرزائیہ

بہاولپور" کی پیروی کے سلسلہ میں آپ کی کاوشیں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

مناظرۂ ہریا ضلع گجرات میں صدرِ مناظرہ:

۱۸ اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو موضع ہریا ضلع گجرات میں مفتی غلام مرتضٰی میانوی اور جلال الدین شمس قادیانی کے مابین حیات ووفاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر مناظرہ ہوا(۹)۔ اہلِ اسلام کی طرف سے شیخ الاسلام علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی صدرِ مناظرہ قرار پائے۔ اس مناظرہ میں مفتی غلام مرتضٰی میانوی کے علم لدنی کی برکت سے مسلمانوں کو زبردست فتح اور قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ بعد از مناظرہ شیخ الاسلام علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے مناظرہ پر اپنے تاثرات یوں قلمبند فرمائے:

"احقر بحیثیت صدر جماعتِ اسلامیہ مناظرہ منعقدہ موضع ہریا ضلع گجرات بتاریخ ۱۸۔۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء ظاہر کرتا ہے کہ جماعتِ اسلامیہ کی طرف سے ہمارے ملک کے مشہور فاضل مفتی غلام مرتضٰی صاحب ساکن میانی ضلع شاہ پور مناظر تھے۔ قادیانی جماعت کے مناظر جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل تھے جن کا اس سے زیادہ کچھ پتہ نہیں۔ اس مناظرہ کے متعلق میری رائے یہ ہے:

۱۔ انعقادِ مجلس مناظرہ کے متعلق مفتی صاحب کے مساعی جمیلہ قابل شکریہ ہیں۔ یہ مفتی صاحب کا ہی اثر تھا کہ جس مناظرہ کی ذمہ داری بڑے بڑے افسر نہ لے سکے اس کا ذِمہ دار مفتی صاحب کا ایک معتقد ہو گیا۔ مفتی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ مناظرہ ضرور ہو، تاکہ قادیانی جماعت کو بغض نکالنے کا موقعہ دیا جائے اور ان کے خیالات کا پورا قلع قمع کر دیا جائے۔ گو قادیانی جماعت نے بے حد کوشش کی کہ مناظرہ نہ ہو سکے مگر مفتی صاحب کی تدابیر نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ اگر قادیانی جماعت حق شناس ہوتی تو اس کو مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا۔

۲۔ مفتی صاحب نے ہر دو دن کے اجلاسوں میں اپنے اخلاقِ جمیلہ کا وہ ثبوت دیا کہ ہر کہ ومہ نے آفریں آفریں کہی۔ باوجودیکہ فریقِ مخالف کا مناظر نہایت بدخو تھا اور دونوں اجلاسوں کے غیر مہذبانہ الفاظ جو مفتی صاحب کی ذات کے متعلق اس نے استعمال کئے جمع کئے جائیں تو کافی تعداد ہو جائے۔ مگر مفتی صاحب نے اپنی کوہ وقاری، نسبی وجبلی شرافت کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن الفاظ کو غیر مسموع تصور کیا۔ میرے خیال میں فی زمانہ ایک مولوی صاحب کے لئے یہ حلم و بردباری تقریباً محال ہے۔

۳۔ قادیانی مناظر نے گو حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق حسب عادت فرقہ ہذا نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کئے۔ مثلاً کہا کہ مسیح (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو گلا کا کِلّہ واپس نہیں آنے دیتا۔ جس کا مطلب بیان کرنا بھی کفر ہے۔ اور بزرگوں کی اہانت کے کلمات سننے سے ہر مسلمان کو جوش آجاتا ہے۔ مفتی صاحب بھی جوش میں آئے اور مناسب تھا کہ جھوٹے مسیح کو بھی کِلّہ ٹھوکتے مگر آپ نے مرزا صاحب کے متعلق نہایت عزت کے الفاظ استعمال کئے جو کسی مسلمان کو نہ بھاتے تھے۔

۴۔ قادیانی مناظر نے دو دفعہ قرآن کریم کو سخت غلط پڑھا۔ ایک تو آیت ءَاَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ...... الآیۃ کو اور دوسرے مَا کَانَ لِبَشَرٍ..... الآیۃ کو جس کی وجہ سے میدان مناظرہ میں سخت ابتری پھیل گئی۔ اس واسطے کہ قرآن مجید کو غلط پڑھنا سخت قبیح ہے اور پھر عوام کے نزدیک تو یہ بالکل اَقبح ہے۔ میں نے دیکھا کہ عوام مفتی صاحب اور احقر کے سکوت کو بے محل قرار دے کر فساد پر آمادہ ہیں۔ چنانچہ حافظ غلام محمد صاحب ساکن میانہ گوندل کا نام نامی مجھے یاد ہے اور ان کی وہ

جھنجھلاہٹ والی شکل یاد ہے جس سے باور ہوتا تھا کہ قادیانی مناظر کو شاید نگل جائیں گے۔ مگر مفتی صاحب نے لوگوں کو سخت منع کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے کوئی حرکت بھی نہ ہو۔ گو باُمحل بھی ہو۔ اس واسطے کہ ذمہ دار اس کا میں ہوں اور شریف اپنی ذمہ داری کو نبھایا کرتا ہے۔

۵۔ قادیانی مناظر کے سارے مناظرہ کے اجلاسوں کے بے قاعدگیاں یعنی خلاف ورزیاں شرائط مقررہ فریقین ۴۹ ہیں اور مفتی صاحب نے ایک جگہ بھی شرط کی پابندی کو نہیں چھوڑا۔ اگر تطویل کا خوف نہ ہوتا تو میں ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ لکھتا۔

۶۔ مفتی صاحب کی ہر دلیل تحقیقی والزامی تقریب تام سے مزین تھی۔ مگر قادیانی مناظر بالکل تقریب کے قریب نہ جاتا۔

۷۔ مفتی صاحب اپنا بیانِ تقریری وتحریری بڑے آرام اور نرمی سے سناتے تھے اور سامعین پر مفتی صاحب کی تقریر اپنا سکہ جماتی تھی۔ مگر قادیانی مناظر کی تقریر کامل تنفیر کا موجب ہوتی تھی۔ بلکہ بعض تو اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔

۸۔ قادیانی جماعت نے مفتی صاحب پہ پہرہ لگا دیا کہ کسی سے مدد نہ لے سکیں۔ جب ہم نے بھی قادیانی مناظر کے متعلق ایسا انتظام کرنا چاہا تو مفتی صاحب نے روک دیا اور فرمایا کہ جس سے مدد لیں روکو نہیں۔ چنانچہ ایک دُبلے پتلے عینک دار، قادیانی مناظر کی کاپی کی اصلاح کرتے رہے اور مفتی صاحب کے علمی اعتماد نے انہیں اپنے ارمان نکالنے دیئے۔ مگر ہوا وہی جو منظورِ ایزدی تھا۔

۹۔ جب پہلے دن کا اجلاس ختم ہوا تو اِسلامی جماعت کو خیال آیا کہ مجمع کثیر ہے اور فرصت کو ہاتھ سے نہ کھونا چاہئے اور سلسلۂ تبلیغ شروع کرنا

چاہیے۔ تا کہ عوام آریہ وغیرہ کے خیالات سے متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ اس کا اعلان کیا گیا مگر قادیانی مناظر معہ قادیانی جماعت نہایت ناراض ہوئے۔ اور کہا کہ اگر تبلیغ وغیرہ کا ارادہ ہے تو ہم کو گوارہ نہیں۔ پس ہم جاتے ہیں لہٰذا تبلیغ کا سلسلہ روکا گیا۔

۱۰۔ قادیانی جماعت نے پہلے دن ایک صدر مقرر کیا اور دوسرے دن دوسرا صدر مقرر کیا تا کہ کسی طرح سے مسلمان لوگ ہماری مخالفت کریں۔ اور ہم دوسرے دن کا مناظرہ کئے بغیر نکل جائیں۔ احقر صدر اسلامی جماعت بار بار وقت کی پابندی کی تلقین کرتا تھا۔ مگر صدر قادیانی جماعت فرماتے تھے کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔ اتفاقاً احقر کہہ بیٹھا کہ آپ کی گھڑی مجدد ہے یعنی نئی ہے جس پر قادیانی جماعت بگڑ گئی اور بڑے اصرار سے روبراہ ہوئے جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ بہانہ کر کے نکل چلیں۔

فَتِلکَ عشرۃ کاملۃ ولدینا مزید

اس سے ناظرین اندازہ لگالیں کہ کون مفتوح ہوا اور کون فاتح۔

آخر میں آپ فرماتے ہیں۔

''میرا دل اس وقت یہ گواہی دیتا تھا کہ اگر مفتی صاحب کی تقریر مرزا قادیانی خود بھی سنتا تو مسلمان ہو جاتا۔ مگر ہدایت مقدر نہ تھی''۔ (۱۰)

اَحقر غلام محمد ساکن گھوٹہ ضلع ملتان''

فتح یاب مناظرہ سے فراغت کے بعد شیخ الاسلام واپس گھوٹہ آنے کی بجائے گولڑہ شریف پہنچے اور مناظرہ کی ساری کارروائی اور تفصیلات اپنے اور مفتی غلام مرتضیٰ میانوی کے شیخ طریقت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے گوش گذار فرمائیں۔ کارروائی سن کر مجددِ گولڑہ بہت خوش ہوئے اور مفتی صاحب کو شاباش دینے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ۱۲۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ایک

مبارکبادی خط اُن کی خدمت میں اُرسال فرمایا۔(۱۱)

فاتح مناظرہ مفتی غلام مرتضیٰ میانوی نے "الظفر الرحمانی فی کسف القادیانی" کے عنوان سے اس مناظرہ کی روداد رقم فرمائی تو جا بجا شیخ الاسلام محدث گھوٹوی کا ذکر خیر شامل فرمایا۔

مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام تہنیتی خط:

حضرت علامہ مولانا ظہور احمد بگوی بھیروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الِاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے دِلی دوست، قریبی ساتھی اور یک جان دو قالب قسم کے ہم مَسلک تھے۔آپ نے تحفظِ عقائدِ اسلام کے لئے "انجمن حزب الانصار بھیرہ"(۱۲) قائم فرمائی اور رسالہ "شمس الاسلام بھیرہ"(۱۳) کا اُجراُ فرمایا۔ ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء میں ضلع شاہ پور/ سرگودھا میں قادیانی مبلغین نے یلغار کردی تو مولانا ظہور احمد بگوی نے مناظرین وعلمائے اِسلام کی ایک جماعت لے کر شہر شہر قریہ قریہ اُن کا تعاقب کیا۔ مسلم قادیانی مناظرات ہوئے اور قادیانیت کو منہ چھپانے کی جگہ نہ ملی۔قادیانیت اپنے نام نہاد مبلغین کے ساتھ رُوسیاہ ہو کر ضلع بدر ہوئی۔مناظروں کی روداد مولانا ظہور احمد بگوی کی سربراہی میں اہلِ اِسلام کی کامرانی کی خبریں اَخبارات میں شائع ہوئیں۔جب حضرت شیخ الاِسلام مولانا غلام محمد گھوٹوی کو حضرت مولانا ظہور احمد بگوی کی مساعی جمیلہ کا علم ہوا تو آپ نے اُن کی خدمت میں تہنیتی خط اُرسال فرمایا۔آپ نے لکھا:

اَز بہاول پور، مہر منزل، محلّہ گنج

۳۰ ستمبر ۱۹۳۲ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی!

ایں کار از تو آید و مردان چنیں کنند

مکرمی و معظمی جناب مولانا ظہور احمد صاحب دام مجدکم

آپ کی مساعی جمیلہ جو طائفہ طاغیہ قادیانی کے برخلاف آپ نے مبذول فرمائی ہیں، اخباروں میں پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ بالخصوص

جو علمی تعاقب جناب نے اس جماعت کا کیا اور کہیں بھی انہیں اطمینان سے بیٹھنے نہ دیا۔ یہ کام اپنی نظیر آپ ہے۔ اس قسم کی کوششیں ہی اس جماعت کو نیچا دِکھا سکتی ہیں۔ اَلحمدللہ اِس کامیابی پر میں جناب کو دِلی مبارک باد عرض کرتا ہوں۔ قبول فرما کر متشکّر فرمائیں۔ والسلام

غلام محمد گھوٹوی

حال ساکن بہاول پور (۱۴)

مقدمہ مرزائیہ بہاول پور:

مقدمہ بہاولپور کا عدالتی فیصلہ بہت ہی تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ تاریخ عدل واِنصاف میں اِس کا بہت بلند مقام ہے۔ جب بھی قائلین ومنکرین ختم نبوت کے مابین کسی متنازع اُمر دینی کو عدالت میں چیلنج کیا جاتا ہے تو مقدمہ بہاولپور قائلین ختمِ نبوت کیلئے نہایت مضبوط اور مؤثر حوالہ کے طور پر مددگا ثابت ہوتا ہے۔ علمی وعدالتی دنیا میں مقبولِ عام فیصلہ مقدمہ مرزائیہ بہاول پور برِ صغیر کی عدالتی تاریخ کا پہلا باقاعدہ فیصلہ ہے جس میں قادیانیوں کو مرتد، غیر مسلم اور خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ قبل ازیں متعدد عدالتوں میں قادیانی مرد اور مسلمان عورت کے تنسیخِ نکاح کے مقدمات دائر ہوئے۔ مگر انگریزی حکومت کے زیر اثر ججوں نے پوری تحقیق کئے بغیر اور اِسلامی تعلیمات سے مکمل راہنمائی لئے بغیر قادیانیت کو اِسلام کا حصہ قرار دے کر قادیانی مرد اور مسلمان عورت کا نکاح جائز قرار دے رکھا تھا۔ عدالت چیف کورٹ بہاولپور نے بھی قبل ازیں ایک مقدمہ بعنوان جندوڈی بنام کریم بخش میں مدعیہ کی اپیل نامنظور کرتے ہوئے ۷ مارچ ۱۹۲۳ء کو قادیانی مرد کو مسلمان قرار دے کر نکاح جائز رکھا تھا۔ اِس وجہ سے مقدمہ غلام عائشہ بنام عبدالرزاق یعنی مقدمہ مرزائیہ بہاول پور کی پیروی حضرت شیخ الاِسلام بحر العلوم مولانا غلام محمد گھوٹوی کی قیادت میں کفر و اِسلام کی جنگ سمجھ کر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل

سے بالآخر کامیابی نے آپ کے قدم چومے۔ اِس مقدمہ کی پیروی میں حضرت شیخ الاسلام محدث گھوٹوی کی خدمات علمی تاریخ کا درخشندہ باب ہیں۔ حضرت شیخ الاِسلام نے اس مقدمہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کو علمی، عوامی اور ملکی سطح پر متعارف کروایا۔اس بابت شیخ الاسلام کی خدمات کی تفہیم کی غرض سے کارروائی مقدمہ قدرے تفصیل سے بیان کئے جانے کی متقاضی ہے۔

خلاصہ کارروائی مقدمہ بہاولپور:

۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء سے ۷ فروری ۱۹۳۵ء تک ریاست بہاولپور کی مختلف عدالتوں میں اِسلام اور قادیانیت کی ایک عدالتی جنگ ہوئی۔اس مقدمہ کا مدعا یہ تھا کہ اگر مرد یا عورت میں سے کوئی ایک قادیانیت قبول کر لے تو کیا اُن کا نکاح قائم رہ سکتا ہے یا نہیں۔ بالفاظِ دیگر قادیانیت قبول کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا کافر ہو جاتا ہے۔اس مقدمہ کے فیصلہ سے قادیانیوں کے مسلمان یا کافر ہونے کا فیصلہ بھی جڑا ہوا تھا۔ چنانچہ مسلمان زعماء اور قادیانی بزرجمہروں نے اس مقدمہ کی پیروی میں اپنے اپنے طور پر دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے۔بالآخر فیصلہ ہوا تو مسلمان سرخرو ہوئے اور قادیانیت کے مکروہ چہرے پر اَوس پڑ گئی۔اس عدالتی کاروائی کو علمی و عدالتی تاریخ میں ''مقدمہ بہاولپور'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کے ہیرو حضرت شیخ الاِسلام بحرالعلوم مولانا غلام محمد گھوٹوی ہیں۔مقدمہ کی کارروائی کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

قصبہ مہند تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاول پور کے ایک شخص عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد کا نکاح مسماۃ غلام عائشہ دختر مولوی الٰہی بخش کے ساتھ غلام عائشہ کی صغرسنی میں ہو چکا تھا۔ تاحال رُخصتی نہ ہوئی تھی کہ عبدالرزاق نے قادیانی مبلغوں کے جھانسے میں آ کر قادیانیت قبول کر لی۔لڑکی کے بالغ ہونے پر عبدالرزاق مرزائی نے اِس کی رُخصتی کا مطالبہ کیا مگر مولوی الٰہی بخش (۱۵) نے یہ کہہ کر اپنی بیٹی کی رُخصتی سے انکار کر دیا کہ قادیانیت قبول کرنے سے عبدالرزاق دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اور کافر ہونے کی وجہ سے اس کا مسلمان عورت کے ساتھ نکاح فسخ ہو چکا ہے۔عبدالرزاق کا مؤقف تھا کہ قادیانیت قبول کرنے کے باوجود وہ

مسلمان ہے اور اس کا نکاح غلام عائشہ سے بدستور قائم ہے۔ غلام عائشہ کی رُخصتی میں شرعاً و قانوناً کوئی امر مانع نہ ہے لہذا اُس کی رُخصتی کی جائے۔ عبدالرزاق قادیانی کے مسلسل مطالبہ رُخصتی پر غلام عائشہ کے باپ مولوی الٰہی بخش نے بطورِ مختار مدعیہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو بعدالت دیوانی منصفی احمد پور شرقیہ دعویٰ دلاپانے ڈگری استقرار یہ مشعر تنسیخ نکاح فریقین بوجہ اِرتداد شوہر دائر کر دیا۔ جو مختلف مراحل سے گزر کر ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ ہوا۔ محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بہاولپور (بوقت فیصلہ جج بہاولنگر) نے فیصلہ صادر فرمایا کہ قادیانیت قبول کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے مسلم خاتون کا قادیانی مرد سے نکاح قائم نہیں رہ سکتا۔

شیخ الجامعہ حضرت علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا قائدانہ کردار:

اس مقدمہ کی پیروی کے روحِ رواں اور مرکزی کردار شیخ الاسلام، بحرالعلوم حضرت علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ دیوانی عدالت احمد پور شرقیہ میں بھی آپ مختارِ مدعیہ کی معاونت فرماتے رہے۔ ۷ مئی ۱۹۲۷ء کو مہتہ اُودھوداس جج چیف کورٹ بہاولپور نے عبدالرزاق مرزائی کی درخواست پر مقدمہ ہذا عدالت دیوانی احمد پور شرقیہ سے بعدالت جناب ڈسٹرکٹ جج بہاول پور منتقل کر دیا۔ جب یہ مقدمہ بعدالت جناب منشی محمد اکبر خان ڈِسٹرکٹ جج بہاول پور پہنچا تو حضرت شیخ الاسلام محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی منظم انداز میں پیروی کے لئے "انجمن مؤید الاسلام بہاول پور" قائم کی۔ اراکین انجمن نے آپ کو انجمن کا سربراہ مقرر فرمایا۔

چونکہ حضرت علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الجامعہ تھے اور ریاست کے مذہبی اُمور کی راہنمائی بھی آپ کے سپرد تھی لہذا محمد اکبر خان جج ڈسٹرکٹ عدالت بہاول پور نے مقدمہ میں شرعی اُمور پر عدالت کی راہنمائی و معاونت کے لئے آپ بطور عدالتی گواہ طلب فرمایا۔ ۲۴ رجب ۱۳۴۶ھ بمطابق ۱۸ جنوری ۱۹۲۸ء کو آپ کا بیان قلمبند ہوا۔ آپ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک، احادیثِ صحیحہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم الانبیاء ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اعتقاد و ایمان رکھنا اِسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس کا انکار موجبِ کفر ہے۔ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طور پر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اور اُس کے پیروکار کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ ایسے عقائد کے حامل شخص کا عقیدۂ ختم نبوت پر اقرار کی حامل مسلمان عورت کے ساتھ نکاح قائم نہیں رہتا۔

(آپ کا یہ بیان بطور ضمیمہ (ا) آخر پر شامل اشاعت ہے)

منشی محمد اکبر خان جج ڈسٹرکٹ عدالت بہاولپور اس مقدمہ کا فیصلہ شرعی قوانین کے مطابق کرنا چاہتے تھے۔ تاہم عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور کے پہلے سے صادر شدہ ایک فیصلہ در مقدمہ بعنوان جندوڈی بنام کریم بخش کی مثال کے ہوتے ہوئے وہ بطور ماتحت جج مجبوراً اِس مقدمہ کی تحقیقات مکمل نہ کر سکے۔ ۲۱ نومبر ۱۹۲۸ء کو اپنی مرضی اور رائے کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے مقدمہ خارج کر دیا۔ اُنہوں نے مقدمہ خارج کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں بَرملا لکھا:

> "ذاتی طور پر تو میری رائے یہ ہے کہ یہ ریاست چونکہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ اور سوال زیرِ بحث ایک حِل اور حُرمت کا سوال ہے اس لئے اس کا تصفیہ بہ پابندیٔ احکامِ شرعی ہونا چاہیے نہ کہ باتباع اِنگلو اِنڈین محمڈن لاء کے جس پر فیصلہ جات محولا بالا مبنی ہیں۔ لیکن میری یہ رائے بمقابلہ فیصلہ جات عدالت ہائے اعلیٰ کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اور مَیں مجبور ہوں کہ اس بارے میں مَیں عدالت عالیہ ہائیکورٹ پنجاب و عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاول پور کی تقلید کروں۔ اس لئے باتباع فیصلہ جات محولہ بالا مدعیہ کی حجت پر کوئی التفات نہیں کر سکتا اور اس سوال کو عدالت ہائے اعلیٰ کے لئے کھلا چھوڑتے ہوئے دعویٰ مدعیہ خارج کرتا ہوں (۱۶)۔"

عدالت ڈِسٹرکٹ جج بہاول پور سے مدعیہ کا دعویٰ تنسیخِ نکاح خارج ہونے پر عبدالرزاق قادیانی نے بامداد پولیس و دیگر قادیانی زعما مساۃ غلام عائشہ کی برآمدگی و حوالگی کے اقدامات شروع کر دیئے۔ جبکہ مختار مدعیہ کی جانب سے اِس فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاول پور میں

اپیل دائر ہوئی۔ مگر ۱۰ جون ۱۹۳۱ء میں اپیل بھی نامنظور ہوئی اور ڈسٹرکٹ کورٹ کا فیصلہ بحال رہا۔

عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاول پور سے اپیل نامنظور ہونے پر مرزائی بہت خوش ہوئے۔ اب قوی اندیشہ تھا کہ مرزائی لوگ مدعاعلیہ عبدالرزاق کی پشت پناہی کرتے ہوئے مدعیہ غلام عائشہ کی برآمدگی وحوالگی کی کوششیں پہلے سے بھی تیز کر کے بامداد پولیس غلام عائشہ اور اُس کے خاندان کے گھروں میں چھاپے مار کر پریشان کریں گے۔ اب اہل اسلام کے پاس سوائے اپیل ثانی بعدالت معلیٰ (کورٹ آف منسٹرز) اجلاسِ خاص ریاست بہاولپور کرنے کے کوئی چارہ کار باقی نہ تھا۔ مگر اجلاس عدالت معلیٰ کب ہوگا، اس بارے کوئی معلوم نہ تھا۔

دیگر ساتھیوں کا مشورہ تھا کہ کُل وزیرِ اعظم سے ملاقات کر کے عدالت معلیٰ کا اَجلاس خاص بطور کورٹ آف منسٹرز طلب کرنے کی استدعا کی جائے۔ مگر شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں، میں آج ہی وزیرِ اعظم سے ملاقات کرنا اور اجلاس بلانے پر اُس کو آمادہ کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ دُوپہر کے وقت ہی بسواری تانگہ وزیر اعظم ہاؤس کی طرف چلے گئے۔ جب آپ پہنچے تو وزیر اعظم سردار نبی بخش بن محمد حسین سندھی آرام فرما رہے تھے۔ آپ کے ذاتی تعلق اور اَثر ورسوخ کی بدولت ملاقات کے لئے مہمان خانہ میں تشریف لے آئے۔ آپ نے مقدمہ کی نزاکت واہمیت سے وزیر اعظم کو آگاہ کر کے برائے اپیل مقدمہ، اَجلاس خاص بطور کورٹ آف منسٹرز (یعنی بطور سپریم کورٹ آف بہاولپور) طلب کرنے کی تجویز دی۔ وزیرِ اعظم نے آپ کی تجویز سے اتفاق کیا اور اجلاسِ خاص بطور عدالت معلیٰ طلب کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ دوران ملاقات دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ آپ نے وزیر اعظم سے کہا کہ اس مقدمہ میں آپ کی کاوشیں شامل کر کے مَیں آپ کو جنت کا ٹکٹ دینے آیا ہوں۔ وزیر اعظم بہت متاثر ہوئے اور آبدیدہ ہو گئے۔ (۱۷)

شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی دن رات کاوشوں سے اپیلِ ثانی بعدالت معلیٰ اَجلاسِ خاص میں دائر ہوئی۔ قادیانیوں نے اس اجلاس کو سبوتاژ کرانے کے لئے بھی ایڑی چوٹی کا زور

لگا دیا۔ مگر حضرت شیخ الجامعہ محدثِ گھوٹوی کی ذاتی کاوشوں اور وزیر اعظم کے ساتھ قائم خصوصی تعلق کی بدولت قادیانی اپنی سازش میں ناکام رہے۔ اجلاسِ خاص شروع ہوا تو حضرت شیخ الجامعہ محدثِ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعدالت معلّیٰ اَجلاسِ خاص میں پیش ہو کر عقیدۂ ختمِ نبوت کے اَساسِ ایمان ہونے اور قادیانیت کے کفریہ عقائد پر مدلّل و سیر حاصل گفتگو فرمائی اور تحریری بیان بھی داخل فرمایا۔ آپ کا بیان تقریباً ایک سو صفحات پر پھیلا ہوا تھا اور دس گھنٹوں پر حاوی تھا(۱۸)۔ قادیانی نمائندے جلال الدین شمس قادیانی اور بیرسٹر اسداللہ خاں بھی پیش ہوئے اور اپنا موقف پیش کیا۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۱ء کو بعدالتِ معلّیٰ اپیل منظور ہوگئی۔ عدالتی قرارداد مع خاص ہدایت جاری ہوئی کہ پٹنہ، لاہور اور مدراس ہائی کورٹس و چیف کورٹ بہاولپور، جن کے فیصلوں کو بنیاد بنا کر ڈسٹرکٹ جج بہاول پور نے دعویٰ خارج کر دیا ہے، ریاست بہاولپور اُن فیصلوں کی مثالوں کی پیروی کرنے کی پابند نہیں۔ مذکورہ کورٹس میں کماحقہٗ تنقیحات اور تحقیقات سے کام نہیں لیا گیا۔ فریقین کے پیش کردہ شواہد، اسناد اور دلائل پر سیر حاصل بحث نہیں کی گئی بلکہ غیر متعلقہ سوالات زیر بحث رہے۔ اِسلام کے بنیادی اُصولوں اور ضروریاتِ دین کو موضوع بحث نہیں بنایا گیا اور نہ ہی اس امر میں غور و فکر کیا گیا کہ کیا اصولِ دین سے اِنحراف موجب ارتداد ہے یا نہ؟ اور اِسلامی عقائد سے رُوگردانی اَور انکار خروج عن الدین کا باعث ہے یا نہ؟ لہٰذا مقدمہ مزید تحقیق اور اِسلامی شریعت کے مطابق فیصلہ کے لئے واپس عدالت ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بہاول پور میں اَرسال کیا جائے۔ نیز فریق مخالف یعنی مرزائی گواہان کو بھی بلایا جائے اور اُن سے بھی بیانات لیے جائیں اس ہدایت کے ساتھ مثل مقدمہ برائے حتمی منظوری نواب آف بہاول پور کی خدمت میں اَرسال ہوئی۔

اپیل ثانی منظور فرماتے ہوئے اجلاسِ خاص (عدالتِ معلّیٰ) نے حضرت شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل قاہرہ کا ذکر کرتے ہوئے قرار دیا:

”علامہ غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ کو بطورِ گواہ عدالت طلب کیا گیا تھا۔

تا کہ وہ سوال زیرِ بحث کی تشریح اور وضاحت کریں۔اُن کا بیان ہے کہ
اگر کسی شخص کا قادیانی عقائد کے مطابق یہ ایمان ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد کوئی اور نبی آیا ہے اور اس پر وحی نازل ہوئی ہے تو ایسا شخص چونکہ
ختم نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے اور ختم نبوت اسلام کی
ضروریات میں سے ہے۔لہٰذا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔
مولوی صاحب موصوف نے بطورِ دلائل کئی ایک آیات قرآن شریف
پیش کی ہیں۔جن میں اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"(۱۹)

۲۵ جنوری ۱۹۳۲ء کو نواب آف بہاولپور کی حتمی منظوری کے بعد مقدمہ حسب تجویز عدالت معلّٰی مزید تحقیق کے لئے واپس ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ بہاول پور میں بھیج دیا گیا۔ ۱۳ مارچ ۱۹۳۲ء کو بعدالت جناب محمد اکبر خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بہاولپور مقدمہ کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی۔گواہان کے بیانات کے ضمن میں سب سے پہلے حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی تفصیلی بیان ریکارڈ ہوا۔مرتبین "رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور" لکھتے ہیں:

"ناظرین گرامی کی بہرہ اندوزی کے لئے عرض ہے کہ جب مسماۃ
غلام عائشہ کی اپیل ثانی عدالتِ عظمٰی ریاست بہاولپور میں زیرِ سماعت
تھی تو فاضل ججان نے مقدمہ کے شرعی پہلو پر راہنمائی حاصل کرنے
کے لئے حضرت شیخ الجامعہ علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہی طلب فرمایا تھا۔آپ
نے قرآن پاک اور احادیث نبوی سے ثابت کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم الانبیاء ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مدعی نبوت ہو،وہ اور
اس کے متبعین کافر او رمرتد ہیں اور اُن کے نکاح بلا قضاء قاضی فسخ ہیں۔
یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ کے اس بصیرت افروز تاریخی بیان کو مدِّ

نظر رکھتے ہوئے ہی عدالت عظمیٰ نے جناب ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کا فیصلہ ۲۱ نومبر ۱۹۲۸ء کالعدم قرار دے کر مقدمہ ہذا عدالت ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بہاول پور میں بدیں ہدایت واپس فرمایا کہ مقدمہ مزید شرعی تحقیق و تدقیق کا محتاج ہے۔لہذا ہندوستان کے دیگر مستند علماء واکابرین کی شہادت لے کر بروئے احکامِ شرعی فیصلہ صادر کیا جائے۔

حضرت شیخ الجامعہ علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا بیان تقریباً ایک سو صفحات پر مشتمل تھا۔

عدالت عظمیٰ سے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ بہاولپور کی طرف مثل کی واپسی پر ۲۱ جون ۱۹۳۲ء کو سب سے پہلے حضرت شیخ الجامعہ علامہ کا بیان ہوا۔ آپ نے قرآن واحادیثِ مبارکہ اور اجماعِ اُمت سے مرزائیت کے کفر وارتداد اور ایک سُنّیہ عورت کا مرزائی سے انفساخِ نکاح ثابت کیا۔ مدعا علیہ اگرچہ اصالتاً عدالت میں موجود تھا لیکن اُس نے آپ کے اِس بصیرت افروز بیان پر جرح کرنے سے اِجتناب واِحتراز کیا"(۲۰)

۱۸ فروری ۱۹۳۲ء تا ۷ فروری ۱۹۳۵ء مقدمہ اَز سرِ نَو بعدالت جناب منشی محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بہاولپور زیر سماعت رہا۔شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ خطوط بلا تفریق مسلک، ملک بھر سے جید علمائے کرام کو بہاول پور تشریف لا کر مقدمہ کی کاروائی میں شریک ہونے کی دعوت دی ۔آپ کے رفیقِ خاص مولانا محمد صادق بہاولپوری نے آپ کے خطوط رسانی کی خدمت سرانجام دی۔آپ نے اپنے خطوط میں مسئلہ ختم نبوت اور مقدمہ بہاولپور کے دُوررَس نتائج کی اہمیت بیان کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ محمد نجم الدین پروفیسر اَورنٹیل کالج لاہور، علامہ ابوالقاسم محمد حسین کولوتارڑوی ،مولانا محمد اَنور شاہ کشمیری ،مفتی محمد شفیع دیوبند اور مولانا مُرتضےٰ احسن چاند پوری کو مقدمہ بہاولپور میں بطور گواہ پیش ہونے کی دعوت دی۔آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ملک کے طول وعرض سے جید علمائے اسلام بہاول پور تشریف لے آئے

اور کارروائی مقدمہ میں شریک ہو گئے۔ مہمان علمائے کرام نے تقریباً تین ماہ تک بہاولپور میں قیام فرمایا۔ آپ نے تمام مہمانوں کے شایانِ شان قیام وطعام اور زادِ راہ کا اہتمام فرمایا۔(۲۱)

مقدمہ کی از سرِ نو سماعت پر شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے عدالتی بیان کے ساتھ ساتھ آپ کی دعوت پر تشریف لائے ہوئے مہمان علمائے کرام میں سے مولانا محمد اَنور شاہ کشمیری، مولانا ابوالقاسم محمد حسین کولوتارڑوی، مولانا نجم الدّین پروفیسر اَورنٹیل کالج لاہور، مفتی محمد شفیع دیوبند اور مولانا مُرتضےٰ حسن چاند پوری کے بیانات بھی بطور گواہان مدعیہ ہوئے(۲۲)۔ مقدمہ گواہانِ مدعیہ کی تاریخ ہائے بیان اس طرح ہے:

شیخ الجامعہ غلام محمد محدثِ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۱: جون ۱۹۳۲ء۔

(حضرت شیخ الجامعہ کا یہ بیان بطورِ ضمیمہ (۲) آخر میں شامل کر دیا گیا ہے)

مولانا ابوالقاسم محمد حسین کولوتارڑوی: ۱۴ جولائی ۱۹۳۲ء۔

مفتی محمد شفیع دَیو بند: ۲۱ اگست ۱۹۳۲ء۔

مولانا مُرتضےٰ حسن چاند پوری: ۲۱ تا ۲۵ اگست ۱۹۳۲ء

مولانا محمد اَنور شاہ کشمیری: ۲۵ تا ۲۹ اگست ۱۹۳۲ء۔

مولانا نجم الدّین پروفیسر اَورنٹیل کالج لاہور: ۳۰ تا ۳۱ اگست ۱۹۳۲ء۔

عدالتِ معلیٰ کے حکم سے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ میں مقدمہ کی سماعت دوبارہ شروع ہو گئی تو ہر کسی کے ذہن میں یہ بات تھی کہ قادیانیوں کے ایمان وکفر کا عدالتی فیصلہ ہونے جا رہا ہے۔ اِس بنا پر یہ مقدمہ عالمی شُہرت اختیار کر گیا اور ہر تاریخِ سماعت پر لوگوں کا جمِ غفیر کارروائی مقدمہ دیکھنے کے لئے عدالت آنے لگا۔ جج جناب محمد اکبر خاں اَپنے فیصلہ میں لکھتے ہیں:

”واپسی پر اِس مقدمہ میں فریقین کے ہَم مذہب اور ہَم خیال اَشخاص کی فِرقہ بندی شروع ہو گئی اور تقریباً تمام ہندوستان میں اِس سے متعلق ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ طرفین سے اُن کی جماعت کے بڑے بڑے عُلماء

بطورِ مختاران فریقین و بطورِ گواہان پیش ہونے لگے۔اُن کے اِس طرح مَیدان میں آنے سے قدرۃً یہ سوال عوام کے لئے جاذبِ توجّہ بن گیا اَور پبلک کو اِس میں ایک خاص دلچسپی پیدا ہوگئی۔ہَر تاریخ سماعت پر لوگ جوق دَر جوق کمرۂ عدالت میں آنے لگے۔چنانچہ عوام کی اِس دِلچسپی اَور مذہبی جوش کو مدنظر رکھتے ہوئے حفظِ اَمن قائم رَکھنے کی خاطر پولیس کی اَمداد کی ضرورت محسوس کی گئی۔اَور عدالت ہٰذا کی تحریک پر صاحب بَہادر پولیس کی طرف سے ہر تاریخ پیشی پر پولیس کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا رَہا۔ اَمر مابہ النزاع حِل وحُرمت سے تعلق رَکھنے کے علاوہ ضِمناً چونکہ مدعا علیہ کے ہم خیال جماعت کی تکفیر پر بھی مُشتمل ہے اِس لئے طرفین کو اِس مقدمہ میں کُھلے دِل سے اَپنے دلائل،سندات اور بحث ہائے تحریری و تقریری پیش کرنے کا کافی موقع دیا گیا۔"(۲۳)

اتحاد بین المسلمین کا عمدہ نمونہ:

دوران سماعت قادیانیوں نے مسلمانوں کے مابین مسلکی اِختلاف کو ہوا دے کر مقدمہ کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کی گئی۔مدعا علیہ کی طرف سے عدالت میں بیان دے دیا گیا کہ مدعی مقدمہ اور اس کے گواہان چونکہ دیوبند مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور دیگر اہلسنت خود دیوبند مسلک کے عقائد کو متنازعہ خیال کرتے ہیں۔اس پر علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے فہرست گواہان میں اہلسنت گواہان غلام محمد گھوٹوی،مولانا ابوالقاسم محمد حسین کولوتارڑوی اور مولانا نجم الدّین پروفیسر اَورنٹیل کالج لاہور کے ساتھ ساتھ دیوبند مکتبہ فکر کے گواہان السیّد انور شاہ کشمیری،مفتی محمد شفیع اور مولانا مُرتضےٰ حسن چاندپوری کے نام پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اس مقدمہ کی پیروی سب مسالک کے علماء متفقہ اور مشترکہ طور پر کر رہے ہیں۔قادیانیت کے کفر پر سب مکاتب فکر متفق و یک زبان ہیں اور مسلکی مغایرت کے باوجود قادیانیوں کے خلف یک جان دو قالب

ہیں۔اس طرح قادیانیوں کا مسلکی اختلافات کو ہوا دے کر مقدمہ کمزور کرنے کا دھوکہ شیخ الاسلام کی فراست سے ہباءً منثوراً ہو گیا۔

جج محمد اکبر خاں کا تبادلہ:

جب مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے قریب آیا تو اپنی شکست کو قریب دیکھ کر مرزائی فریب کاریوں پر اُتر آئے اور سازش کر کے جج محمد اکبر کا تبادلہ بہاولپور سے بہاولنگر کروا دیا۔ جناب صاحبزادہ پروفیسر نصیر الدین شبلی مہری رقمطراز ہیں:

> مرزائیوں کے اثر ورسوخ کا اِس اَمر سے بخوبی اَندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب اِس مقدمہ کی سماعت مکمل ہو گئی اور صبر آزما بحث ومباحثہ پائیہ اختتام کو پہنچے اور مقدمے کا فیصلہ لکھنے کا وقت آیا تو عین اُس وقت جج منشی محمد اکبر خان کا تبادلہ بطورِ ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر کر دیا گیا۔ اِس ناگہانی اُفتاد سے نپٹنے کے لئے حضرت شیخ الجامعہ محدث گھوٹوی کو ازسرِ نو کمر بستہ ہونا پڑا۔
>
> اس صورتِ حال میں غور وفکر کا محور یہ نکتہ تھا کہ آیا اس مقدمہ کا فیصلہ جناب جج محمد اکبر خان صاحب کریں گے یا نیا آنے والا جج؟ اگر نئے جج کو فیصلہ لکھنے کا کام سونپا گیا تو اُسے دُوبارہ سارے دَلائل اور مُباحث سمجھانے پڑیں گے اور اس مقصد کے لئے پھر سے ایک لمبا عرصہ درکار ہوگا۔ حضرت شیخ الجامعہ کا مؤقف تھا کہ جج محمد اکبر خان ہی فیصلہ لکھنے کی سعادت حاصل کریں تا کہ اَہلِ اِسلام اور مقدمہ کے پیروی کنندگان خواہ مخواہ کی زحمت سے بچ جائیں۔ آپ نے دلائل سے جج محمد اکبر خاں کو قائل کر لیا کہ بہاولپور سے بہاولنگر تبادلہ ہو جانے کے باوجود جج صاحب حدود ریاست میں ہونے کی بنا پر فیصلہ سنانے کے مجاز ہیں چنانچہ جج صاحب مقدمے کا فیصلہ سنانے پر آمادہ ہو گئے۔(۲۴)

فیصلہ کی راہ میں آخری اور انتہائی گھناؤنی سازش کا سد باب:

عدالت میں علمائے اسلام کے دلائلِ قاہرہ کے سامنے قادیانی بزرجمہروں کے لبوں پر مہرِ سکوت ثبت ہوگئی۔ انہیں اندازہ ہوگیا کہ فیصلہ اُن کے خلاف صادر ہونے جارہا ہے اور وہ قانوناً غیر مسلم قرار دیئے جانیوالے ہیں۔ انہوں نے انتہائی گھناؤنی سازش سے ۱۰ نومبر ۱۹۳۴ء کو مدعا علیہ عبدالرزاق کو ہلاک کر دیا۔ اور ۴ دسمبر ۱۹۳۴ء کو جلال الدین شمس قادیانی نے درخواست دائر کر دی کہ مدعا علیہ چونکہ فوت ہوگیا ہے اور مدعیہ نکاح کرنے میں آزاد ہے اِس لیے اَب فیصلہ صادر کرنے کی ضرورت نہیں رہی لہٰذا مثل مقدمہ بغیر فیصلہ داخل دفتر کر دی جائے۔ (۲۵)

مسلمان اس اچانک و ناگہانی موت کو طبعی ماننے پر تیار نہ تھے بلکہ اس کو قادیانی مکر قرار دے رہے تھے۔ اس انتہائی نازک مرحلہ پر شیخ الجامعہ کی زیر صدارت انجمن مؤید الاسلام بہاولپور کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ سب احباب فکر مند تھے کہ اتنے مضبوط دلائل کے بعد قادیانیوں کا کافر قرار دیا جانا اگرچہ یقینی ہے لیکن اگر قادیانی مکر کامیاب ہوگیا اور عدالت نے فیصلہ ہی نہ سنایا تو ساری محنت بے سود ہو جائے گی۔ بڑے غور وخوض کے بعد یہ تجویز منظور ہوئی کہ اس اہم مرحلہ پر عدالت کی راہنمائی کے لئے برصغیر کے مایہ ناز قانون دان بیرسٹر خالد لطیف گابا المعروف کے ایل گابا (۲۶) کی خدمات حاصل کی جائیں اور عدالت کو آمادہ کیا جائے کہ مدعا علیہ کی وفات کے باوجود بھی وہ فیصلہ صادر فرمانے کی مجاز ہے۔

اس تجویز پر حضرت شیخ الجامعہ محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب کے ایل گابا کے نام ایک خط لکھا جس میں آپ نے انہیں مسئلہ ختمِ نبوت کی اہمیت سمجھائی اور انہیں بہاول پور آکر ناموسِ رَسالت کے دفاع میں اپنا حصہ ملانے کی دعوت دی۔ یہ خط لاہور میں مکتوب الیہ تک پہنچانے کی سعادت آپ کے دستِ راست حضرت مولانا محمد صادق بہاولپوری نے حاصل کی۔ بیرسٹر کے ایل گابا نے حضرت گھوٹوی کے مکتوب کی بہت توقیر کی اور اپنے خرچہ پر بہاول پور آکر دلائل دینے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ اُن کی رضامندی پا کر مختار خاص مدعیہ نے ایک

فریق کی موت کے باوجود سنائے گئے اعلیٰ عدالتوں کے نظائر شامل کر کے ۱۲ جنوری ۱۹۳۵ء قادیانی درخواست کا جواب عدالت میں جمع کروایا جس میں مؤقف اختیار کیا:

> ''مقدمہ ہذا میں مدعا علیہ کے دورانِ سماعت مرجانے سے بھی مدعیہ کا استحقاق نالش قائم رہتا ہے۔ کیونکہ مدعیہ کی دادرسی یہ ہے کہ یوم اِرتداد مدعا علیہ سے فیصلہ صادر فرمایا جاوے۔ اور اگر اِن نظائر سے تشفی نہ ہو تو مزید بحث کے لئے مسٹر خالد لطیف گابہ صاحب بیرسٹرایٹ لاء پیش کئے جاسکتے ہیں جو آج چند مجبوریوں کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے''(۲۷)

فاضل جج صاحب نے مختار مدعیہ کے دلائل و نظائر تسلیم کر کے مدعا علیہ کے فوت ہو جانے کے باوجود فیصلہ صادر کرنے آمادگی ظاہر کر دی اور قرار دیا کہ اب مزید دلائل کے لئے کسی قانون دان کو طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ کے ایل گابا کو تکلیف نہ دی گئی (۲۸)۔

تاریخی فیصلہ میں حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل سے استدلال:

فاضل جج نے مقدمہ کا فیصلہ لکھتے ہوئے حضرت شیخ الجامعہ علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے حصہ کفریاتِ مرزا کو اپنے فیصلہ کا حصہ بنایا ہے۔ فاضل جج نے لکھا:

> ''علامہ غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ گواہ مدعیہ نے مرزا صاحب کے چند دیگر اقوال بھی خلاف شریعت بیان کئے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:
> مرزا صاحب اپنی کتاب آئینہ کمالات ص ۵۶۴ و ص ۵۶۵ میں فرماتے ہیں میں نے خواب میں اپنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا عین دیکھا اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔(۲۹)''
>
> خدائی اُلوہیت میرے رگ و ریشہ اور پٹھوں میں گھس گئی اور میں نے اس حالت میں دیکھا کہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ ہم نیا نظام بنانا چاہتے ہیں۔ نئی زمین آسمان پس پہلے میں نے آسمان اور زمین کو اَجمالی صورت میں

پیدا کیا۔ جس میں کچھ تفریق و ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے اُن کو مرتب کیا۔ اور میں اپنے دل سے جانتا تھا کہ میں اُن کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔ پھر میں نے سب سے قریبی آسمان کو پیدا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ انا زینا السمآء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا کہ اَب ہم انسان کو کیچڑ سے پیدا کریں گے۔ (۳۰)

اس سے مرزا صاحب نے اُلوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو خالق جانا۔ اور کوئی شخص جب خدائی کا دعویٰ کرے یا اپنے آپ کو خالق جانے وہ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔

مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی ص ۸۶ پر فرمایا:

اے مرزا تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ (۳۱)

اس سے مرزا صاحب نے خدا کے لئے بیٹا ثابت کیا ہے۔

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ پر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا کبھی خطا کروں گا۔ کبھی صواب کو پہنچوں گا۔ (۳۲)

اس سے مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کو غلطی کرنے والا قرار دیا ہے۔

حقیقۃ الوحی ص ۷۵ پر فرماتے ہیں:

زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں (۳۳)

اس سے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر ناظر ظاہر کیا ہے۔

حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو جس چیز کو بنانا چاہے۔ بس کن کہہ دے وہ ہو جائے گی۔ (۳۴)

البشریٰ جلد دوم ص ۷۹ پر مرزا صاحب کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں۔

جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور جس طرح میں قدیم اور ازلی ہوں تیرے لئے میں نے ازلیت کے انوار کردئے۔ اور تو پس ازلی ہے۔ (۳۵)

توضیح مرام ص ۷۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے۔ کہ جس کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں۔ اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔ جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ (۳۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب خدا کو تیندوے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔

کتاب ضمیمہ تریاق ۳ ص ۳۹۷ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں:

نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو۔ اور نیا یقین پیدا نہیں ہوسکتا کہ جب تک موسیٰ اور مسیح اور یعقوب اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔ نئی زندگی انہیں کو ملتی ہے۔ جن کا خدا نیا ہے۔

اس سے مرزا صاحب نے خدا کو حادث بنایا ہے۔ (۳۷)

یہ عقائد ہیں جو مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھے ہیں اور اس سے یقیناً ایک مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔

قرآن شریف کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے:

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص ۸۴ پر فرماتے ہیں:

قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں (۳۸)۔" (۳۹)

تاریخی فیصلہ:

جناب محمد اکبر خان رحمۃ اللہ علیہ فاضل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج عدالت بہاولنگر (فاضل جج چونکہ بہاول پور سے تبدیل ہو کر بہاولنگر جا چکے تھے اس لئے فیصلہ پر بحثیت ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر ہی دستخط کئے) نے بیانات گواہان سے استدلال کرتے ہوئے مرزا قادیانی اور اسکے پیروں کاروں کی بے شمار وجوہات کفر مفصّل بیان کرنے کے بعد مدعیہ کا دعویٰ تسلیم کرلیا اور مدعا علیہ کے قادیانی ہونے کی بنا پر اُسے مرتد قرار دے کر ڈگری تنسیخِ نکاح بحق مدعیہ برخلاف مدعا علیہ معہ خرچہ صادر فرمادی۔ فیصلہ میں آپ نے لکھا:

> ''یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وَجہ سے مُرتَد ہو چکا ہے۔ لہٰذا اُس کے ساتھ مدعیّہ کا نِکاح تارِیخ اِرتداد مدعا علیہ سے فَسخ ہو چکا ہے اَور اگر مدعا علیہ کے عقائد کو بَحث مذکورہ بالا کی رَوشنی میں دیکھا جاوے تو بھی مدعا علیہ کے اِدّعا کے مطابق مدعیّہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رَہی ہے۔ کہ رَسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اُمّتی نبی نہیں ہوسکتا اَور کہ اِس کے علاوہ جو کہ دِیگر عَقائد مدعا علیہ نے اَپنی طرف منسوب کئے ہیں۔ وہ گو عام اِسلامی عقائد کے مطابق ہیں۔ لیکن اِن عقائد پروہ اِنہی مَعنوں میں عمل پیرا سمجھا جاوے گا جو معنٰی مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں۔ یہ معنٰی چونکہ اُن معنوں کے مغائر ہیں جو جُمہورِ اُمّت آج تک لیتی آئی ہے۔ اِس لئے بھی وہ مسلمان نہیں سمجھا جاسکتا۔ اَور ہر دو صورتوں میں وہ مُرتَد ہی ہے اَور مُرتَد کا نِکاح چونکہ اِرتداد سے فسخ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ڈِگری بدِیں مضمون بحقِ مدعیّہ صادِر کی جاتی ہے کہ وہ تارِیخ اِرتداد مدعا علیہ سے اِس کی زَوجہ نہیں رَہی۔ مدعیّہ خرچہ مقدمہ بھی اَزاں مدعا علیہ لینے کی حقدار ہوگی۔'' (۴۰)

حضرت شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ سرپرستی علمائے اِسلام کی کاوشیں رنگ لائیں۔ مقدمہ کا فیصلہ ہونے پر ملک بھر میں مسلمانوں کے گھروں میں خوشیوں کی برسات

ہوگئی۔ جس وقت عدالت نے فیصلہ سنایا آپ نواب آف بہاولپور کی معیت میں جانے والے قافلہ کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کرنے حجاز مقدس تشریف لے جاچکے تھے اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے۔ وہیں پر بذریعہ خط آپ کو اس خوش خبری سے شاد کام کیا گیا۔ حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ کو فاتح قادیانیت کے لقب سے نواز کر ہر طرف سے مبارکباد و تہنیت کے پیغامات و مراسلات آنے شروع ہوگئے۔ آپ کے پیرزادے حضرت قبلہ بابو جی نے بھی مدینہ طیبہ میں آپ کو مبارکباد کا خط ارسال فرمایا۔ آفرین ہے حضرت محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمت کو اور سلام ہے حضرت کے عزم بالجزم کو کہ کسی مشکل کو خاطر میں نہ لائے اور نہ کسی رکاوٹ کو راہ میں حائل ہونے دیا۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ پر قادیانیت نوازی کے اتہام کا ردّ:

خواجہ غلام فرید آف کوٹ مٹھن شریف نے جب مرزا قادیانی کا کفر ابھی واضح نہیں ہوا تھا، اُسے اچھے لفظوں سے یاد کیا۔ مگر اُس کا کُفر آشکارا ہوجانے کے بعد دیگر مشائخ اِسلام کے ہم آواز ہو کر اُسے کافر ہی قرار دیا۔ خود مرزا قادیانی نے ۱۸۹۶ء میں اپنے مکفّرین و مکذّبین علمائے اِسلام و مشائخ عظام کے نام اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں نمائشی مباہلہ کا چیلنج شائع کیا تو خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نام مخاطبین مباہلہ میں باالفاظِ دیگر اُسے کافر کہنے والوں میں شمار کیا (۴۱)۔

اِس کے باوجود قادیانی دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے خواجہ صاحب کے ابتدائی قول کو توڑ مروڑ کر اپنے اہلِ اِسلام ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہی مکروہ چال قادیانیوں نے مقدمہ بہاولپور کی شہادت کے دوران چلی اور کتاب ''اَشاراتِ فریدی'' مؤلفہ میاں رُکن دین عدالت میں پیش کر کے خواجہ صاحب سے منسوب اقوال کو اپنے مسلمان

ہونے کی دلیل ثابت کرنے کی کوشش کی۔ فاضل جج نے فیصلہ تحریر کرتے وقت اس قادیانی دجل کا وضاحت سے ذکر فرمایا ہے (۴۲)۔

جب قادیانیوں نے اس مسئلہ کو پھر سے چھیڑ دیا تو حضرت شیخ الجامعہ محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء سے رابطہ کر کے اُن کے بیانات حاصل کئے اور خواجہ غلام فرید کی نسبت قادیانی دجل طشت از بام کر دیا۔ حضرت خواجہ غلام معین الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ کوٹ مٹھن شریف کی خدمت میں آپ بنفسِ نفیس تشریف لے گئے۔ حضرت صاحبِ سجادہ نے اپنا بیان یوں قلمبند کروایا:

> "مولوی امام بخش صاحب فریدی جام پوری، مولوی محمد یار صاحب فریدی ساکن گڑھی اختیار خان، مولوی سراج احمد صاحب ساکن مکھن بیلہ اور خلیفہ اللہ بخش صاحب ساکن چاچڑاں شریف نے بطور شہادت میرے سامنے بیان کیا کہ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب نازک کریم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب مرزا قادیانی کے عقائدِ فاسدہ منظرِ عام پر آئے تو حضرت شیخ المشائخ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی صراحۃً تکفیر فرمائی" (۴۳)

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص حضرت خواجہ ہوت محمد صاحب کوریجہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین شیدانی شریف (۴۴) تحصیل لیاقت پور نے ۱۲ جمادی الثانی کو حضرت شیخ الجامعہ کے ایما پر لکھے گئے خط کے جواب میں مولوی نور حسن و مولوی غوث بخش کو لکھا:

> "جب مرزا قادیانی کے عقائد طشت از بام ہوئے تو حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خارج از اسلام قرار دیا۔ اگر علامۃ الزمان صاحب الکمال الشیخ الجامع مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ بذاتِ خاص تشریف لے آئیں تو جس قدر صحیح معلومات حاصل ہیں حرف بحرف مفصل بیان کروں گا" (۴۵)

خواجہ ہوت محمد کا خط رحمۃ اللہ علیہ موصول ہوتے ہی حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ شیدانی شریف تشریف

لے گئے اور خواجہ صاحب کا تفصیلی بیان قلمبند کر کے لائے۔

خواجہ نور احمد نازکی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین پئی شریف فرید آباد تحصیل خانپور کی خدمت میں بھی الشیخ الجامع مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط ارسال فرمایا۔ انہوں نے جواباً تحریر کیا:

"بخدمت شریف بحر العلوم، اعظم الشان

مخدوم الفضلاء حضرت مولانا غلام محمد محدث گھوٹوی، دام اشفاقکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواباً مرقوم اینکہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو جبکہ اس کے عقائد اعمال درست تھے "من عباد اللہ الصالحین" لکھا تھا۔ لیکن مابعد کو جب کہ اس کی ساری کیفیت کھل گئی تو مرزا کو برا کہا اور انکار کیا۔ حضرت ابن الشیخ خواجہ محمد بخش صاحب نازک کریم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرزا کے متعلق جو باتیں اشارات فریدی میں درج ہیں ان کو نکال دینے کا ارشاد فرمایا تھا اور نکال دینی چاہئیں۔ ہمارے تمام مشائخ عظام کا اور اِسی طرح سلسلہ فریدیہ کا مسلک پاک اہل سنت والجماعت ہے۔ تمام بزرگان دین مرزا اور مرزائیت کے بلاشک منکر ہیں۔

واسلام مع الاکرام، ۱۷ جمادی الثانی

فقیر نور احمد نازکی" (۴۶)

حضرت الشیخ الجامع مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب تفصیلات و دلائل قادیانی مکر کے مقابلے میں عدالت میں پیش کئے تو قادیانی مکر تارِ عنکبوت کی طرح بکھر گیا۔ فاضل جج نے مدعیہ کی طرف سے اِس قادیانی مکر کا مسکت جواب دیئے جانے کا اظہار یوں فرمایا ہے:

"(مدعا علیہ نے)۔۔۔۔اس تحریر پر بڑی شرح اور بسط سے بحث کر کے یہ دکھلایا ہے کہ یہ الفاظ خواجہ صاحب کے اپنے ہی ہیں اور انہوں

نے مرزا قادیانی کی کتابیں دیکھنے کے بعد یہ رائے قائم کی تھی۔ مدعیہ کی طرف سے بھی اس کا مفصل جواب دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کی جو کتابیں خواجہ صاحب نے اس وقت تک دیکھیں تھیں، اُن میں مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت درج نہ تھا۔" (۴۷)

خراجِ تحسین:

مقدمہ مرزائیہ بہاول پور کی پیروی کے سلسلہ میں حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ کاوشوں کا ایک زمانہ معترف ہے۔ جس قلمکار نے بھی مقدمہ بہاولپور کے حوالے سے قلم اُٹھایا ہے آپ کے ذکر کے بغیر اُس نے اپنی تحریر ادھوری خیال کی ہے۔ جیسا کہ کئی تاریخی و علمی کتب کے مصنف اور مدیر ماہنامہ "جہانِ رضا" لاہور پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رقم طراز ہیں:

"اُن دنوں بہاولپور کے جامعہ عباسیہ کے شیخ الجامعہ حضرت مولانا علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ عالم دین بھی تھے اور منطق کے امام بھی مانے جاتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ خاص تھے۔ عدالت نے آپ کو دینی و قانونی راہنمائی کے لئے طلب کیا۔ آپ نے فاضل جج کے سامنے مدعا علیہ کے مرتد ہونے اور مومنہ کے نکاح کے فسخ ہونے پر دس گھنٹے تک دلائل دیئے۔ دلائل سے متاثر ہو کر فاضل عدالت نے مقدمہ دوبارہ سماعت کے لئے واپس بھیجا۔ ڈسٹرکٹ جج نے مقدمہ کا دائرہ کار وسیع کرتے ہوئے حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت دی کہ اپنی طرف سے دوسرے علمائے اسلام کو عدالت میں پیش کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت اور کوششوں سے برِصغیر کے چوٹی کے علمائے کرام عدالت میں ابحاث اور جرح کے لئے بہاولپور پہنچنا شروع ہوئے۔ اُن علمائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: علامہ محمد انور شاہ کشمیری، مفتی محمد شفیع، مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگوی، مولانا پروفیسر نجم الدین لاہوری، مولانا

ابوالقاسم محمد حسین کولوتارڑوی اور خود شیخ الجامعہ محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ"(۴۸)

خطہ ملتان کی علمی وادبی اور تحقیقی روایت کے امین علامہ طالوت کی یاداشتوں کے حوالے سے پروفیسر نصیرالدین شبلی صاحب رقمطراز ہیں:

"مولانا عبدالرشید نسیم المعروف علامہ طالوت کا بیان کرتے ہیں کہ مقدمہ مرزائیہ کے زمانے میں حضرت الشیخ محدث گھوٹوی عوام کی تربیت کے لئے اکثر اَوقات مختلف جامع مساجد میں تربیتی اور تعلیمی دَروس ومواعظ کا اَہتمام فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مجھے شرینہہ والی مسجد بہاولپور میں علماء اور طلباء کو اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا۔ سو بعد از نمازِ عشاء آپ کا درس شروع ہوا اور نمازِ تہجد کے وقت ختم ہوا۔ مقدمہ مرزائیہ کے سلسلے میں شہادت دینے کے لئے آنے والے علماء کرام بھی اس درس میں شریک ہو کر مستفید ہوئے۔"(۴۹)

"جناب مسعود حسن شہاب دہلویؒ اپنی کتاب مشاہیرِ بہاولپور میں لکھتے ہیں:

حضرت شیخُ الاسلام بحر العلوم مولانا غلام محمد گھوٹویؒ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کی پیروی میں پیش پیش تھے۔ جب تک عدالت سے فریقِ مخالف کے خلاف فیصلہ صادر نہ کرالیا چین سے نہ بیٹھے۔ حضرت الشیخ محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا دَولت خانہ سرفروشانِ ختمِ نبوت کا گڑھ بنا ہوا تھا۔ بیانات رِیکارڈ کرانے کے لئے آنے والے علماء کرام کا رات بھر یہیں اِجتماع رہتا۔ کتابیں کھلی رہتیں، تحقیق وتفحص کا سلسلہ جاری رہتا اور حضرت الشیخ محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اَپنے علمِ لدُنی کی ضیاء پاشیوں سے سب کے دلوں کو منور کرتے رہتے۔ رات بھر یہ دَور چلتا اور صبح ہوتی تو علماء کرام کا یہ کارواں حضرت گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ سرپرستی نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں

عدالت کی طرف روانہ ہوتا۔"(۵۰)

صاحبزادہ پیر سید سید فیض الحسن شاہ آستانہ عالیہ آلو مہار شریف نے فرمایا:

"تکمیل دین اور ختم نبوت مترادف حقائق ہیں اور اسلام کی ابدیت اور تکمیل کا مدار انہی دو اُصولوں پر ہے۔مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اسلام کے اس بنیادی مسئلہ کے تحفظ کے لیے مختلف ذرائع سے حسب مقدور خدمات سرانجام دیں۔اِس سلسلہ میں جناب محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کا تاریخی فیصلہ اپنی نوعیت کا منفرد اقدام ہے۔ مرحوم ومغفور اپنی جرات ایمانی سے اپنی نجات کا سامان کر گئے۔اور تا ابد اُمتِ مسلمہ کے لیے ایسی فروزاں شمع چھوڑ گئے جو انشاء اللہ العزیز رہتی دنیا تک حق وصداقت کی روشنی پھیلاتی رہے گی ضرورت ہے کہ اس تاریخی فیصلہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔"(۵۱)

غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ختم نبوت کا مسئلہ ضروریات دین سے ہے۔افسوس ہے کہ ایسے مسئلہ کو لوگوں نے اخلاقی مسئلہ قرار دے کر اس میں بحث وتمحیص شروع کر دی ہے۔جس سے گمراہی کا دروازہ کھل گیا اور فتنہ ارتداد زور پکڑ گیا۔ اس ماحول میں اہل علم کی خدمات یقینا قابل قدر ہیں۔لیکن محترم جج اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کارنامہ اس سلسلہ میں بے حد قابل ستائش ہے اور اسلامی تاریخ میں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔"(۵۲)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے روحِ رواں سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"فیصلہ مقدمہ بہاولپور مسلمانوں کے لئے روشنی کا مینار ہے۔عقیدہ ختم نبوت اِسلام کا بنیادی تصور ہے اور بے شک جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ملت

اسلامیہ کو اس فتنہ عظیمہ سے بچانا اسلام کی عظیم خدمت ہے۔" (۵۳)

اثرات:

یہ مقدمہ قادیانی مسلم نزاعات میں عدالتی نظیر کی حیثیت رکھتا ہے۔جب بھی کسی عدالت میں قادیانی مسلم نزاع خصوصاً فیملی کیس شروع ہوا، اسی فیصلہ کو بطور سند پیش کیا گیا۔اور اس کو مثال بنا کر متعدد مقدمات کے فیصلے قادیانیوں کو کافر قرار دے کر مسلمانوں کے حق میں صادر فرمائے جا چکے ہیں۔مثلاً:

۱۹۴۰ء میں ڈیرہ غازی خاں میں ایک قادیانی مسلم مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔حضرت علامہ غلام محمد گھوٹوی اُس وقت بقید حیات تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہونہار شاگرد قاضی عبید اللہ علوی اس مقدمہ کے پیروی کنندہ تھے۔اس مقدمہ میں بھی حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تفصیلی اور مدلل بیان عدالت میں ریکارڈ کروایا۔اور مقدمہ بہاولپور کی مثال پیش کی گئی۔اس مقدمہ کا فیصلہ اہل اسلام کے حق میں ہوا۔مولانا اللہ وسایا رقمطراز ہیں:

> "مولانا قاضی عبید اللہ علوی ڈیرہ غازی خاں کے نامور عالم دین تھے۔ آپ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ڈیرہ غازی خاں میں ۱۹۴۰ء میں قادیانیوں کے خلاف ایک مقدمہ چلا جس میں مولانا کفایت اللہ دہلوی، مولانا غلام محمد گھوٹوی اور دیگر حضرات کے عدالت میں بیانات ہوئے (۵۴)"

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی تحریک کے نتیجہ میں قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی کارروائی کے دوران فیصلہ مقدمہ بہاولپور سے استفادہ کیا گیا۔

مقدمہ بہاولپور کی پہلی طباعت:

مقدمہ مرزائیہ بہاول پور میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور قادیانیت کے کفر پر عدالتی

مُہرِ تصدیق ثبت ہو گئی تو حضرت شیخ الاسلام محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ عوام کی غرض سے کثیر مصارف خرچ کر کے فیصلہ مقدمہ کی طباعت واشاعت کروائی۔ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء کو شائع ہونے والے فیصلہ مقدمہ کے صفحہ اول پر آپ نے تحریر فرمایا:

اعتذار و تشکر

بہاول پور کے معرکتہ الآراء مقدمہ مرزائیہ کی اہمیت و شہرت اور اسلامیانِ ہند کے مضطربانہ انتظار کا اقتضاء یہ تھا کہ اس تاریخی مقدمہ کے بصیرت افروز فیصلہ کی اشاعت میں تاخیر نہ کی جائے۔ مگر باقاعدہ نقل، کتابت، طباعت اور ان تمام کے مصارف ایسے امور تھے جنھوں نے اشاعت کو معرضِ تعویق میں رکھا۔ حتیٰ کہ بعض اصحاب واحباب نے خطوط اور اخبارات کے ذریعہ مجھے اشاعت کی طرف توجہ دلائی۔ اگرچہ بمقتضائے کل امر مرھون باوقاتہ اشاعت میں کسی قدر تاخیر ہوئی ہے۔ تاہم مجھے اپنے فرض سے سبکدوشی حاصل ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جن اصحاب نے فیصلہ کی اُشاعت کی طرف توجہ دلائی یا اِس کی اُشاعت میں مالی امداد فرمائی ہے میں اُن تمام اصحاب کا عموماً اور "انجمن مؤیدُ الِاسلام بہاولپور" کا خصوصاً شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انجمن موصوف نے مقدمہ کے مصارف اور فیصلہ طباعت میں نمایاں حصہ لیا ہے اور قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس فیصلہ کو طالبینِ حق کے لئے مشعلِ ہدایت۔ آمین۔ (مولانا) غلام محمد شیخ الجامعہ، بہاول پور۔ (۵۵)

ضمیمہ ۱: (پہلا بیان شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹوی)

پہلا بیان شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ بعدالت جناب محمد اکبر صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاول پور مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۲۸ء۔ (۵۶)

میں نے عقائد احمدی مدخلہ مدعا علیہ مشمولہ مسل ہذا کو دیکھا ہے۔ یہ عقائد عام مسلمانوں کے ہیں۔ احمدیہ جماعت کے یہ اعتقادات مخصوص نہیں ہیں۔ میں نے اس کا بیان مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء سنا ہے۔ اِن بیانات میں جو یہ الفاظ ہیں کہ میں مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرتا ہوں اور اس لئے یہ بھی مانتا ہوں کی ان پر بمثل دیگر انبیاء علیہم السلام نزول ملائکہ و جبریل ہوتا تھا۔

یہ خاص اعتقاد جماعت احمدیہ کا ہے اور اس اعتقاد کی وجہ سے وہ غیر مسلم ہیں۔ اس واسطے کے تمام فرقِ اِسلامیہ کا اتفاق ہے کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی شخص پر نزول جبریل کا عقیدہ رکھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

اس اعتقاد والے شخص کا میرے نزدیک سُنّیہ عورت کے ساتھ نکاح قائم نہیں رہتا۔ چنانچہ اس کے متعلق کل علماء ہندوستان کا فتویٰ ہے کہ مسل کے ساتھ جو فتاویٰ مولوی عبداللہ صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند اور مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری کے شامل ہیں وہ مستند ہیں۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری ایک مستند اہل حدیث عالم ہیں۔ مرد کے مرتد ہونے سے اس کا نکاح شرعاً فسخ ہو جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ تحریر کیا ہے کہ میں تشریعی نبی ہوں یعنی نئی شریعت لایا ہوں۔ اُن کی کتاب اربعین ۲ میں یہ عقیدہ موجود ہے(۵۷)۔ جو شخص ایسے شخص کو نبی اور رسول مانے وہ میرے عقیدہ میں مرتد ہے۔ اور چونکہ مولوی عبدالرزاق مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے اور اُن پر نزولِ جبرائیل کا قائل ہے لہٰذا بوجہ اِرتداد اس کا نکاح مدعیہ کے ساتھ فسخ ہو چکا ہے۔ اور یہی مذہب یعنی عقیدہ عام علماء ہندوستان کا ہے۔ چونکہ یہ مذہب قادیان ہندوستان میں ہی رائج ہے اس لئے دیگر ممالک کے علماء کی آراء اور خیالات یہاں تک نہیں پہنچیں گے۔ مگر اب جہاں جہاں یہ مذہب ہندوستان سے باہر پھیل رہا ہے وہاں کے علماء ان کے اِرتداد کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ چنانچہ کابل میں اَمیر صاحب نے علماء کابل کے حکم سے ایک احمدی کو سنگسار کیا(۵۸)۔ اسی طرح دمشق میں ایک احمدی حال ہی میں قتل کیا گیا ہے۔

سن کر تسلیم کیا۔ محمد اکبر جج۔ دستخط

مرتد کے لفظ کے معنی شرع میں یہ ہیں کہ کسی بنیادی مسئلہ اسلام سے انکار کیا جائے۔ مثلاً توحید نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ختم نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرزائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے قائل نہیں اس لئے وہ مرتد ہیں ختم نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذہب اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔

سن کر تسلیم کیا۔ دستخط۔ محمد اکبر جج۔

ضمیمہ ۲: (دوسرا بیان شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹوی)

دوسرا بیان شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ بعدالت جناب محمد اکبر صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاول پور مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۲ء (۵۹)

[یہ بیان حضرت شیخ الجامعہ کی ذہانت وفطانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ شیخ الجامعہ نے قادیانی کتب کے جتنے بھی حوالہ جات رقم کئے ہیں، راقم الحروف نے ان حوالہ جات کا جدید طبع شدہ قادیانی کتب کے ساتھ موازنہ کیا ہے تو کوئی حوالہ نہ غلط ثابت ہوا ہے اور نہ ہی صفحات سے مماثلت غلط ہوئی ہے۔]

بیان گواہ باقرار صالح

مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی

اِسلام کے بنیادی اُصول بہت سے ہیں۔ لیکن اُن میں اَہم توحید باری عزّاِسمہٗ اور ایمان بالملائکہ، ایمان بالانبیاء، ایمان بالکتبِ المنزّلہ اور ایمان بالتبعثِ اور حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی یقین کرنا وغیرہ وغیرہ۔

جو شخص پہلے اَہلِ سنت وَالجماعت ہو اور پھر وہ مرزائی بن جائے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی مانے وہ مُرتد ہو جاتا ہے۔ حضرت نبی علیہ السلام کو قرآن نے آخری نبی قرار دیا ہے۔ اور جو شخص اِس قرآنی حکم کو نہ مانے اور اِس کا انکار کرے وہ قرآن کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔

(۱) قرآن شریف میں سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی کا اَنزال دو قسموں پر ہے:

(i) جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔

(ii) جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوا۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (۶۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۲) دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے:

تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں جب تم لوگوں کو کتاب دوں اور حکمت، اور تم نبوت کے منصب پر فائز ہو جاؤ تو اِس کے بعد ایک نبی آئے گا جو تمام پہلی چیزوں کی تصدیق کرنیوالا ہو گا۔ تم لوگ اُس کو ماننا اور اُس پر ایمان لانا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (پارہ تیسرا سورۃ آل عمران) (۶۱)

اس آیت میں دو لفظ قابلِ غور ہیں۔ ایک "مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یہ خطاب ہے۔ اور دوسرا لفظ "ثُمَّ جَآءَكُمْ" جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم سب کے بعد ایک نبی آئے گا اور وہ تمام پہلی کتابوں کی تصدیق کرنیوالا ہوگا۔ اور وہ بالاِتفاق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے بعد آئے ہیں۔ پس اگر مرزا صاحب بھی نبی ہوں تو پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے بعد نہ آئے اور قرآن کی تکذیب لازم آئیگی۔ چنانچہ اِمام ابن کثیر نے جلد اول ص ۲۴۵ میں اور مولوی محمد علی مرزائی لاہوری نے ترجمہ قرآن جلد اول صفحہ ۳۵۲ میں یہی معنے بیان کئے ہیں۔

(۳) تیسری آیت۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اے حبیب اکرم فرما دیجئے کہ اے لوگو میں تم تمام کا رسول ہوں آج سے قیامت تک جس قدر لوگ ہوں گے۔ سب کا میں پیغمبر ہوں۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (پارہ ۹ سورہ اعراف)(۶۲)

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قیامت تک تمام لوگوں کا رسول من اللہ وہ ہے جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

پس جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قیامت کے درمیان کسی دوسرے کو نبی تسلیم کرے وہ اس آیت کو جھٹلاتا ہے لہذا مرتد ہو جاتا ہے۔ اس آیت کے یہی معنے امام اِبنِ کثیر نے جلد رابع صفحہ ۲۵۳ میں ذکر فرمائے ہیں اور اسی طرح دوسرے مفسرین نے بھی یہی معنے بیان فرمائے ہیں۔

(۴) حضرت حق پاک فرماتے ہیں کہ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم میں اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اِسلام کو میں نے بطورِ دین پسند کیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پارہ ۶ سورہ مائدۃ رکوع اول)(۶۳)

اس آیت میں حق پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ دین کامل ہو گیا۔ پس نہ کسی دوسرے دین کی حاجت ہے نہ کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہے۔ اب اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو نبی تسلیم کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ دین کامل نہیں ہوا اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ پس قرآن کریم کی تکذیب لازم آئیگی نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو نبی مانتا ہے۔ وہ اس آیت کو جھٹلاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔

(۵) حضرت حق پاک ارشاد فرماتے ہیں:

اے وہ لوگو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر قیامت تک ہونے والے ہو۔تم تین چیزوں کی اطاعت کرو۔اللہ کی، اُس کے رسول کی اور اولی الامر کی۔اولی الامر سے متعلق یہ ارشاد ہے کہ اگر تمہارا اُن سے جھگڑا ہو جائے۔کبھی تم میں اور اولٰی الامر میں اختلاف ہو جائے۔تو اُس وقت فقط اللہ اور رسول ہی قابل اطاعت ہیں۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (پارہ پنجم سورۃ نساء)(۶۴)

اس آیت نے ظاہر کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ بھی ایک جماعت قابلِ اطاعت ہو گی۔ اور اُن کی حیثیت یہ بتلائی گئی کہ وہ نبی نہیں ہوں گے۔کیونکہ نبی کے ساتھ اُمتی اختلاف نہیں کر سکتا۔اس واسطے ارشاد ہے کہ نبی محض مخدوم اور مطاع ہے۔اس کے ساتھ جھگڑا نہیں ہو سکتا ہے۔یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس آیت کی رو سے جو لوگ اولٰی الامر ہوں گے نبی نہیں ہوں گے۔اور اُن سے اختلاف ہو سکے گا۔ چاہے وہ صدیق ہوں، شہید ہوں، صالح ہوں، امام ہوں، غوث ہوں، قطب ہوں، کچھ ہوں۔اس موقع پر میں مولوی محمد علی لاہوری کی تفسیر کے چند جملے بیان کرتا ہوں۔مولوی محمد علی اپنی تفسیر جلد اول صفحہ ۵۲۶ پر فرماتے ہیں:

> "چونکہ قرآن نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے اندر ہمیشہ کے لئے حقیقی مطاع ایک مطاع محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں گے۔اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے اندر کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔اگر کوئی رسول ہو گا تو وہ مطاع ہو گا۔پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطاع نہیں رہینگے۔اور یہ خلاف قرآن ہے۔پس ختم نبوت پر یہ آیت فیصلہ کن ہے۔جب اس کو فان تنازعتم کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔اور اب تا قیامت کوئی رسول قطعاً نہیں ہو سکتا۔"(۶۵)

(۶) حضرت حق پاک فرماتے ہیں:

فرمادیجئے کہ اگر تمام اِنسان اور جن اِس کتاب (قرآن) کی مثل لانا چاہیں تو ہر گز نہیں لاسکیں گے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل)(۶۶)

اس آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ قرآن شریف تمام ہدایات سے بڑھ کر ہے۔ اور اس کے بعد کسی ہدایت کی، کسی نبی کی، کسی کتاب کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۷) حضرت حق پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً فرمایا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا [33:45] وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب)(۶۷)

اور قرآن پاک نے سورج کو سراج کہا ہے۔ اس سے ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ جیسے سورج کی روشنی کے بعد کسی ستارہ یا کسی اور منیر کی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ایسی ہے کہ اس کے بعد اور کسی نبی یا ہادی کی ضرورت نہیں رہتی اور رسالت ان پر ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے سورج پر روشنی ختم ہو جاتی ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب قوموں کے منذر اور ہادی ہیں۔ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام قوموں کے لئے ہادی ہیں اور دوسرا اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (پارہ ۱۳ سورہ رعد)(۶۸)

(۹) حق پاک ارشاد فرماتے ہیں: کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کر دی۔ اس میں ظاہر فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل فرمائی گئی یہ کافی اور بس ہے۔

اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

لَرَحۡمَةً وَّذِكۡرٰى لِقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ (پارہ ۲۱ سورہ عنکبوت)(۶۹)

(۱۰) اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

(پارہ ۱۴ سورہ حجر)(۷۰)

اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ قرآن کریم ایک محفوظ اور غیر متغیّر کتاب ہے۔ جو کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔ پس اگر کوئی دوسرا نبی اور دوسری وحی آسکتی ہے تو ممکن ہو جائے گا کہ قرآن شریف کا کوئی حکم منسوخ ہو جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے اُمتی قرآن کے بہت سے حکموں کو منسوخ مانتے ہیں۔ مثلاً وہ مانتے ہیں کہ جہاد بالسیف منسوخ ہو گئی ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ جو محمد ﷺ کو آخری نبی مانے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جو مجھے نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ جس کے صاف معنی یہی ہیں کہ محمد ﷺ کو آخری نبی ماننے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۳۰۸ کتاب الصلوٰۃ و فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۲۶۹ اس آخری حوالہ میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ کسی شخص کو کوئی عمل کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ میرے دعویٰ کو نہ مانے۔ تو یہ حکم مرزا صاحب کا ماننا نہ کہیں۔ قرآن میں ہے اور نہ کہیں حدیث میں۔ بلکہ قرآن اور حدیث میں پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبی نہ مانا جاوے۔ مرزا صاحب کو نبی ماننے سے قرآن کا یہ حکم منسوخ ہو جائے گا۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ میں منسوخ نہیں ہوں۔

(۱۱) قرآن مجید میں ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا (۷۱)

اس آیت کی تفسیر میں مولوی محمد علی لاہوری نے جلد سوم ص ۵۱۵ میں لکھا ہے:

"خاتم النبیین کے معنے لغت سے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنے رکھتا ہے۔ یعنی اُن میں سے آخری ہونا۔" (۷۲)

پس نبیوں کے خاتم ہونے کے معنے نبیوں کی مہر نہیں جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں۔ بلکہ آخری نبی ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کی اور بھی بہت سی آیات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ثابت ہے۔ خاتم کے معنے آخری نبی کے تمام مفسّرین اور اہلِ لغت نے کئے ہیں۔

تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ ص ۱۳ میں خاتم النبیین کے معنے آخری نبی ہیں۔

تفسیر ابن کثیر جلد ۸ ص ۸۸ میں خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کئے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۵۸۱ میں خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے بیان کئے گئے ہیں۔

تفسیر بیضاوی جلد ۴ ص ۱۶۴ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے بیان کئے گئے ہیں۔

تفسیر ابوسعود حاشیہ کبیر جلد ۷ ص ۱۴۴۹ میں بھی خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کئے گئے ہیں۔

تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۲۲ میں خاتم النبیین کے معنے آخری نبی لکھے ہیں۔

لغت کی کتاب قاموس میں لکھا ہے ''خاتم الانبیاء آخرہم۔''

لسان العرب میں ہے: خاتمہم آخرہم

قطر الحیط میں لکھا ہے: خاتم کے معنے آخری۔

مجمع البحار جلد اول ص ۳۲۹ میں ہے: خاتم کے معنے ہیں کہ لا نبی بعدہٗ۔

تاج العروس قاموس میں ہے: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِسم مبارک خاتم اِس واسطے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے نبوت ختم ہوگئی۔

کلیات ابو البقاء میں ہے: ہمارے پیغمبر کا نام جو خاتم الانبیاء ہے۔ اس واسطے ہے کہ خاتم کے معنے ہیں آخری۔ ملاحظہ ہو ص ۳۱۹ کتاب مذکور۔

صحاح میں لکھا ہے کہ ''خاتم الشی آخرہ''

اور منتہی الارب میں ہے: خاتم چیز پایاں وآخر قوم

صراح میں ہے: خاتم شے کا آخر ہوتا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء میں۔ یعنے آخری نبی۔

اب میں کچھ حدیثیں بیان کرتا ہوں۔

پہلی حدیث جس کے معنی یہ ہیں:

اے علی تو مجھے بمثل ہارون کے ہے۔لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں

ملاحظہ ہو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲۔ ۱۵۳ و صفحہ ۱۱۲۔

(۲) دوسری حدیث ہے:

میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب یعنی لوح محفوظ میں خاتم النبیین ہوں۔

کنز العمال جلد ۶۔ صفحہ ۱۱۲

(۳) تیسری حدیث ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے میں سب سے آخر ہوں۔

ملاحظہ ہو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۳

(۴) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں سب پیغمبروں کا سردار ہوں اور یہ فخراً نہیں کہہ رہا اور سب نبیوں کا آخری ہوں اور یہ فخریہ نہیں۔

کنز العمال ص ۱۰۹ جلد ۶ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۰۴

(۵) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رسالت اور نبوت ختم ہو گئی ہے میرے بعد نہ کوئی رسول اور نہ نبی ہوگا۔

ملاحظہ ہو ترمذی شریف جلد ۲ ص ۵۱

(۶) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مجھے نبیوں پر ۵ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مجھ پر نبیوں کا خاتمہ کیا گیا ہے۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۰۶

(۷) حدیث ہے:

میں آیا اور میں نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔

ملاحظہ ہو مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۴۸

اور مسلم شریف کی جلد ۲ ص ۱۹۹ میں اس مضمون کی دوسری حدیث ہے۔

(۸) حضرت فرماتے ہیں:

میری مثال نبیوں میں ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص نے ایک کوٹھا بنایا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ پس میں نبیوں میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔

ترمذی جلد دوم ص ۲۲۱

(۹) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی شے نہ آوے۔

شمائل ترمذی ص ۲۶

اسی طرح اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جنہیں بخوفِ طوالت بیان نہیں کیا جاتا۔

اب میں مذہب اسلام کے عقائد اور سلف صالحین کے اُقوال نقل کرتا ہوں کہ نبی علیہ السلام آخری نبی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

شرح عقائد میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

پس ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ آخر الانبیاء ہیں۔

مواہب لدینہ میں ہے:

اختلاف ہے کہ نبی اور پیغمبر کتنے ہوئے ہیں۔ مگر اول سب نبیوں کا آدم ہے۔ اور آخر سب کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (جلد اول)

صبح الاعشی جلد ۱۳ ص ۳۰۵ پر ہے:

یہ دو کلام ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے فلاسفہ کو کافر کہا گیا ہے۔ایک یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے نبی کا آنا ممکن سمجھتے ہیں اور جائز سمجھتے ہیں۔

عقیدہ امام طحاوی ص ۱۴:

اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ گمراہی اور ضلالت ہے اور ہوائے نفسانی ہے۔

حضرت جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین ص ۱۸۳ پر فرماتے ہیں:

سب اہلِ اِسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم آخری نبی ہیں۔

مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی غنیۃ الطالبین کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

”اعتقاد کنند اہل اسلام ہمہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خداست سالار ہمہ پیغمبران است وتمام کردہ شدہ است باو پیغمبران را“

پہلی صدی کے مجدد خلیفہ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا:

اے لوگوں کہ قرآن کے بعد کوئی کتاب نہ آئیگی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء ص ۱۵۷

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت کرنا اتفاق اہلِ اسلام سے کہ کفر ہے۔

ملاحظہ ہو ص ۲۰۲ کتاب مذکور۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:

"جب کسی شخص کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں"

ملاحظہ ہو ص ۲۶۷

اس کتاب کی شرح میں ہے کہ ضروریات دین میں جہل کوئی عذر نہیں ہے۔

کتاب الفصل ج ۳ ص ۲۴۹ میں ہے:

"جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بغیر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کسی اور شخص کو نبی کہے گا تو اس کے کافر ہونے میں دو مسلمان بھی مختلف نہیں ہوں گے۔

اسی کتاب کی جلد ۴ ص ۱۸۰ میں ہے:

کس طرح کوئی مسلم جائز سمجھتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی نبی آوے۔ بجز اس کے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مستثنیٰ فرمایا۔ یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔

اس کتاب کی جلد ۳ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ پر ہے:

جو شخص نبی علیہ السلام کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی کہے وہ کافر ہے۔

نسیم الریاض جلد ۴ ص ۵۰۶ میں ہے:

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے کو نبی ماننے چاہے حضرت کے زمانہ میں یا ان کے بعد کسی کو نبی مانے تو اس نے اللہ و رسول کی تکذیب کی۔

الصارم المسلول ص ۶۸ میں ہے:

جس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کہا کہ وہ اللہ کا رسول ہے وہ کافر ہے اور اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشن گوئی فرمائی ہے کہ حضرت کے بعد چھوٹے نبی آئیں گے۔

طحاوی نے مشکل آلاثار جلد ۴ ص ۱۰۴ حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے:

رسول اللہ نے فرمایا کہ میری اُمت میں تیس کے قریب "دجال اور

کذّاب" پیدا ہوں گے اور نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ جن میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق اور بھی وُجوہِ کفر ہیں۔

چونکہ عبدالرزاق اُن کو نبی مانتا ہے اِس لئے وہ بھی اُن کے عقائد کا پابند سمجھا جائے گا۔ مثلاً مرزا صاحب اپنی کتاب آئینہ کمالات ص ۵۶۴ وص ۵۶۵ میں فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں اپنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا عین دیکھا اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ (۷۳)

خدائی اُلوہیت میرے رگ و ریشہ اور پٹھوں میں گھس گئی اور میں نے اس حالت میں دیکھا کہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ ہم نیا نظام بنانا چاہتے ہیں۔ نئی زمین آسمان پس پہلے میں نے آسمان اور زمین کو اَجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کچھ تفریق و ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے اُن کو مرتب کیا۔ اور میں اپنے دل سے جانتا تھا کہ میں اُن کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔ پھر میں نے سب سے قریبی آسمان کو پیدا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا کہ اَب ہم انسان کو کیچڑ سے پیدا کریں گے۔ (۷۴)

اس سے مرزا صاحب نے الوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو خالق جانا۔ اور کوئی شخص جب خدائی کا دعویٰ کرے یا اپنے آپ کو خالق جانے وہ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔

مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی ص ۸۶ پر فرمایا:

اے مرزا تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ (۷۵)

اس سے مرزا صاحب نے خدا کے لئے بیٹا ثابت کیا ہے۔

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ پر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا کبھی خطا کروں گا۔ کبھی صواب کو پہنچوں گا۔(۷۶)

اس سے مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کو غلطی کرنے والا قرار دیا ہے۔

حقیقۃ الوحی ص ۷۵ پر فرماتے ہیں:

زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں(۷۷)

اس سے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر ناظر ظاہر کیا ہے۔

حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو جس چیز کو بنانا چاہے۔ بس کُن کہ دے وہ ہو جائے گی۔(۷۸)

البشریٰ جلد دوم ص ۷۹ پر مرزا صاحب کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں۔ جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور جس طرح میں قدیم اور ازلی ہوں تیرے لئے میں نے ازلیت کے انوار کر دئے۔ اور تو پس ازلی ہے۔(۷۹)

توضیح مرام ص ۷۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے۔ کہ جس کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں۔ اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔ جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔(۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب خدا کو تیندوے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔

کتاب ضمیمہ تریاق ۳ ص ۳۹۷ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں:

نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو۔

اور نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا کہ جب تک موسیٰ اور مسیح اور یعقوب اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔ نئی زندگی انہیں کو ملتی ہے۔ جن کا خدا نیا ہے۔

اس سے مرزا صاحب نے خدا کو حادث بنایا ہے۔ (۸۱)

یہ عقائد ہیں جو مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھے ہیں اور اس سے یقیناً ایک مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔

قرآن شریف کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے:

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص ۸۴ پر فرماتے ہیں:

قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں (۸۲)۔"

خطبہ الہامیہ صفحہ اول ٹائیٹل پیج پر فرماتے ہیں:

بے شک یہ خدا کی آیت ہے اور کوئی انسان اس کی مثل نہیں بول سکتا۔

یعنی اس خطبہ کی مثل کوئی نہیں لا سکتا۔ (۸۳)

ازالہ جلد اول ص ۱۴ پر قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں:

پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔ (۸۴)

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے:

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہو گی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ

اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اِس کے سر پر ملے۔ اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا انسان ہے۔۔۔۔۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔(۸۵)

اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا صاف انکار ہے جو تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب حسب ذیل عقیدہ رکھتے ہیں۔

حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۷۷:

حضرت موسیٰ کی توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچائیں گے مگر یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔(۸۶)

بی بی مریم کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے۔

کشتی نوح ص ۱۶:

مریم کی وہ شان ہے۔ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں توڑا گیا۔ اور تعددِ ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نا قابل اعتراض۔(۸۷)

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کے متعلق مرزا صاحب کا یہ قول ہے:

میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ نے میرا سر اپنی ران پر رکھا۔(۸۸)

حضرت حسنین شریفین کے متعلق جو مرزا صاحب کا عقیدہ ہے وہ حسب ذیل ہے:

اعجاز احمدی ص ۵۲ پر لکھتے ہیں:

لوگ کہتے ہیں کہ حسین پر تم اپنے آپ کو فضیلت دے رہے ہو۔ ہاں میں کہتاں ہوں کہ میں افضل ہوں اُن سے اور عنقریب ظاہر ہو جائے گا(۸۹)

اور آخر میں کہتے ہیں:

میں تو عشق الٰہی کا مقتول ہوں۔ اور تمہارے حسین کو تمہارے دشمن نے قتل کیا۔ پس کس قدر ظاہر اور کھلا ہوا فرق ہے۔(۹۰)

ان عقائد کے ہوتے ہوئے ایک شخص صراحۃً مرتد ہو جاتا ہے۔

جرح نہ کی گئی۔ محمد اکبر جج

دستخط جج صاحب ڈسٹرک جج بہاولپور

۲۱ جون ۱۹۳۲ء

مولانا ابوالعباس محمد صادق نعمانی بہاولپوری کے بقول شیخ الاسلام کا یہ بیان دَر اَصل اُس بیان کا ہی اِختصار تھا جو آپ نے عدالتِ معلّٰی کے اَجلاسِ خاص میں پیش فرمایا تھا۔ وہ بیان بڑا مفصّل ہونے کی بنا پر تقریباً ایک سو صفحات پر پھیلا ہوا تھا۔

حضرت شیخ الجامعہ کی تعلیمات و خدمات وسیع پیمانے پر عام کئے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے معاونین کی مخلصانہ کاوشیں قبول فرما کر اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔

حوالہ جات وحواشی:

(۱) القرآن، سورت البقرہ، آیت ۲۴۷

(۲) حضرت خواجہ محمد چراغ عباسی چکوڑی ضلع گجرات کے ایک علمی، دینی، روحانی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد مولانا محمد عالم صاحب ایک متبحر عالم اور ماہر مدرس شمار ہوتے تھے۔ مولانا محمد چراغ نے اپنے والد صاحب اور ماموں خواجہ محمد امین سے علم دین حاصل کیا اور یگانہ روزگار مدرسین میں شمار ہوئے۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی (بہاول پوری) آپ ہی کے فیض یافتہ شاگرد رشید تھے۔ دورانِ تعلیم ہی آپ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے علم و فضل پر بڑا اعتماد تھا۔ بعض مضامین نظر ثانی کے لیے آپ کے پاس بھیجتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال عالمِ شباب میں ہوا۔ اگست ۱۹۰۰ء میں ملعون مرزا قادیانی سے مناظرہ کے لیے حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دیگر علماء کے ساتھ آپ بھی شامل تھے۔ اس مناظرہ کی مطبوعہ روئیداد "مناظرہ حق نما" کی فہرست میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بیسویں نمبر پر ہے۔ (اللہ وسایا، مولانا، گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ، صفحہ ۱۴۱، ۲۰۱۷، ملتان)

(۳) صوبہ پنجاب کے تین اضلاع بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان پر مشتمل ریاست بہاولپور کی بنیاد ۱۶۹۰ء میں بہادر خان عباسی دوم نے رکھی۔ نواب محمد بہاول خان سوم نے برطانوی حکومت سے معاہدہ کیا جس کی رو سے ریاست بہاولپور کو خودمختار حیثیت حاصل ہوئی۔ نواب سر صادق محمد خان پنجم ریاست بہاولپور کے آخری (بارہویں) نواب تھے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ریاست بہاولپور نے پاکستان سے الحاق کیا۔ ۱۹۵۵ تک اس کی ریاستی حیثیت برقرار رہی پھر انتظامی امور کی غرض سے ریاست کو پاکستان میں ضم کر دیا گیا۔

(۴) محسن پاکستان نواب صادق محمد خان پنجم ریاست بہاولپور کے آخری (بارہویں) نواب تھے۔ آپ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۷ء میں والد کی وفات کے بعد تین سال کی عمر میں آپ کی بطور نواب دستار بندی کی گئی۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں اختیارات حکمرانی تفویض کیے گئے۔ نواب کے دورِ حکوت میں ریاست صحیح معنوں میں ایک فلاحی ریاست تھی۔ نواب صادق محمد خان نے 1925ء میں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ دینی تعلیم کے لیے مدرسہ صدر دینیات کو ترقی دے کر جامعۃ الازہر کی طرز پر جامعہ عباسیہ قائم کی۔ یہ ادارہ ترقی کرتے ہوئے آج دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کے نام سے ایک نامور ادارہ ہے۔ نواب صادق محمد خان پنجم جنوری ۱۹۳۵ء میں فریضہ حج کے لیے سعودی عرب تشریف لے گئے۔ علامہ غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ نمازیں اور نماز جمعہ آپ کی امامت میں ادا کی جاتی۔ نواب نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ نواب صادق محمد خان پنجم کی بے لوث خدمات کی بدولت قائداعظم نے انہیں "محسن پاکستان" کے خطاب سے نوازا۔ ریاست کے اختتام کے بعد نواب نے لندن میں رہائش اختیار کر لی اور ۲۴ مئی ۱۹۶۴ء میں وفات پائی۔ نواب کی میت کو پاک آرمی کی طرف سے ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ نواب کی تدفین فوجی اعزاز کے ساتھ ۲۸ مئی کو دراوڑ کے شاہی قبرستان میں ہوئی۔ مقدمہ بہاولپور کی سماعت کے دوران انگریزی حکومت کی طرف سے نواب پر بہت دباؤ ڈالا گیا کہ مقدمہ کا فیصلہ قادیانیوں کی منشاء کے مطابق صادر کروایا جائے مگر آپ نے فرمایا میں انصاف کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔

(۵) فاطمی حکومت کے چوتھے خلیفہ "المعز لدین اللہ" کے سپہ سالار جوہر صقلی نے فتح مصر کے بعد قاہرہ میں ایک مسجد قائم کی اور اس کا نام "جامع القاہرۃ" رکھا۔ بعد میں یہی مسجد "جامع القاہرۃ" کی بجائے "الجامع الازہر" کے نام سے مشہور و معروف ہوئی۔ اس مسجد کی بنیاد ۲۴ جمادی الاولی ۳۵۹ھ مطابق اپریل ۹۷۰ء میں رکھی گئی اور ۷ رمضان ۳۶۱ھ مطابق ۲۳ جون ۹۷۲ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ آج یہ جامعہ عالم اسلام کی وہ عظیم درسگاہ ہے جس میں دینی اور دنیوی تمام علوم کی تعلیم دی جاتی ہے، دینی تعلیم کے لیے جامعہ ازہر کو عالم اسلام بلکہ پوری دنیا کا مرجع مانا جاتا ہے۔

(۶) جامعہ عباسیہ بہاولپور المعروف اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پنجاب کے شہر بہاولپور میں واقع ہے۔ ۱۹۲۵ء میں بہاولپور میں جامعہ الازہر مصر کی طرز پر جامعہ عباسیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۹۷۵ء میں جامعہ عباسیہ کو یونیورسٹی کا درجہ دے کر اس کا نام اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور رکھ دیا گیا۔

(۷) القرآن، سورۃ البقرہ، آیات ۲۱، ۲۲

(۸) حضرت شیخ الجامعہ کی حیات و خدمات کے سلسلہ میں زیادہ تر راہنمائی پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری شبلی کی کتاب "شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ" مطبوعہ ملتان، ۲۰۱۸ء سے حاصل کی گئی ہے۔ فاضل مصنف حضرت شیخ الجامعہ کے حقیقی پوتے اور صاحب علم و فضیلت ہیں۔ آپ حضرت شیخ الجامعہ کے نظریات و افکار کی ترویج و اشاعت کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔

(۹) مناظرہ کی تفصیل راقم الحروف کی کتاب ،علمائے حق اور ردِّ فتنہ مرزائیت، مطبوعہ ۲۰۰۱ء کے صفحات ۲۴۷ تا ۲۵۰ پر مناظر اسلام مفتی غلام مرتضیٰ میانوی کی خدمات کے ذیل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(۱۰) میانوی، مفتی غلام مرتضےٰ ، الفطر الرحمانی فی کسف القادیانی، ص ۱۶۶ تا ۱۶۹ و
مفتی محمد امین، عقیدہ ختم نبوت، ص ۱۸۰ تا ۱۸۲، ج ۸، ۲۰۰۹، کراچی

(۱۱) مجدد گولڑوی کے خط کی نقل "الفطر الرحمانی فی کسف القادیانی" از مفتی غلام مرتضیٰ میانوی، ص ۲ ، "تجلیاتِ مہرِ انور" از شاہ حسین گردیزی ص ۶۸۳۔ ۶۸۴ اور "شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی" از پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری شبلی ص ۱۷۶ (طبع سوم) و دیگر کتب میں موجود ہے۔ آپ نے لکھا:

مخلصی فی اللہ مفتی غلام مرتضےٰ حفظکم اللہ تعالیٰ

بعد سلام و دعا کے الحمد للہ ای لمنۃ کہ او سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ کو توفیقِ اظہارِ حق بدرجہ اَتم عنایت فرمائی۔ مخلصی مولوی غلام محمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ سے مفصّل کیفیت معلوم ہوئی۔ بَلْ کے بَلْ نے سب بَلْ مُبطلین کے نکال دیئے۔

الھم وفقنا لما تحب و ترضی و صل و سلم و بارک علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و الحمد لک اولاً و اواخراً

سب احباب سے مبارک بادی۔
العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بہ
مہر علی شاہ بقلم خود
از گولڑا۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء

(۱۲) عقائد اسلام کی حفاظت و ترویج کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے حضرت علامہ مولانا ظہور احمد بگوی کی تحریک و مساعی سے ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ مطابق نومبر ۱۹۲۹ء کو بھیرہ کے اہلِ درد اصحاب جامع مسجد بھیرہ میں اکٹھے ہوئے۔حالات کے جائزے اور ابتدائی کوششوں کے تذکرے کے بعد ''مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ'' کی تشکیل ہوئی۔ (بگوی، صاحبزادہ انوار احمد، تذکار بگویہ ص ۷۰۴، ج ۱، بھیرہ، ۲۰۰۴ء۔)

(۱۳) علمی دنیا میں بلند مقام کے حامل رسالہ شمس الاسلام بھیرہ کا پہلا شمارہ جون ۱۹۲۵ء میں ظہور احمد اختر (مولانا ظہور احمد بگویؒ) کی زیر ادارت شائع ہوا۔اس قبل مئی ۱۹۲۰ء میں بھی مولانا ظہور احمد بگویؒ نے اپنے بھائیوں کی معاونت و مشاورت سے اور خواجہ ضیاء الدین سیالوی کی زیر سرپرستی ''ماہنامہ ضیائے حقیقت بھیرہ'' جاری فرمایا تھا۔جو کہ کچھ مدت بعد بند ہو گیا۔اسی رسالہ کا تسلسل جون ۱۹۲۵ء میں ماہنامہ ''شمس الاسلام بھیرہ'' کے نام سے ہوا۔ماہنامہ شمس الاسلام اپنی عمر کی تقریباً سو بہاریں دیکھنے جا رہا ہے۔اس دوران کئی بار نشیب و فراز کا شکار ہوا۔مولانا ظہور احمد بگویؒ سے لے کر صاحبزادہ ابرار احمد بگوی تک بڑی قد آور علمی شخصیات کے نام شمس الاسلام کے مدیران میں شامل رہے ہیں۔اس کے مقاصد میں مسلمانوں کی عمومی، اخلاقی اور سماجی اصلاح کے ساتھ اسلام مخالف فرقوں کے حملوں کا دفاع بھی شامل رہا ہے۔اب تک اس کے کئی خاص نمبر شائع ہو چکے ہیں۔دسمبر ۲۰۱۱ء میں خاندان بگویہ کے بلند پایہ علمی چراغ صاحبزادہ ڈاکٹر انوار احمد بگوی نے ماہنامہ شمس الاسلام کی ۹۰ سالہ تاریخ کا اشاریہ مرتب فرما کر بہت بڑا علمی ورثہ محفوظ فرما دیا ہے۔

(۱۴) بگوی، صاحبزادہ انوار احمد، تذکار بگویہ ص ۶۸۱۔۶۸۲، ج ۱، بھیرہ، ۲۰۰۴ء۔

(۱۵) مقدمہ بہاولپور کی مدعیہ غلام عائشہ کے والد مولانا الٰہی بخش کوٹلہ مغلاں تحصیل جام پور ضلع راجن پور کے رہائشی تھے۔دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں پڑھانا شروع کیا اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔آپ کی درخواست پر ہی شیخ الجامعہ علامہ غلام محمد گھوٹوی نے مقدمہ بہاولپور میں دلچسپی لینا شروع کی اور مقدمہ کے فیصلہ تک قائدانہ کردار ادا کرتے رہے۔

(۱۶) اسلامک فاؤنڈیشن، رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور، ص ۱۴۹، ج ۱، لاہور، اکتوبر ۱۹۸۸ء۔

(۱۷) شبلی، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری، شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی، ص ۲۳۴، ملتان، ۲۰۱۸ء۔

(۱۸) فاروقی، پیرزادہ اقبال احمد، معرکہ بہاولپور، مکتبہ نبویہ لاہور۔

(۱۹) اسلامک فاؤنڈیشن، رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور، ص ۲۹۰، ج ۱، لاہور، اکتوبر ۱۹۸۸ء۔

(۲۰) ایضاً، ص ۲۹۴

(۲۱) شبلی، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری، ایضاً، ص ۲۴۳ تا ۲۴۵

(۲۲) علمائے کرام کے یہ بیانات اور ان کی جرح بر قادیانی گواہ بذاتہٖ مبسوط علمی دستاویزات ہیں۔ ان بیانات کا مطالعہ ''رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور'' مرتبہ اسلامک فاؤنڈیشن مطبوعہ لاہور اکتوبر ۱۹۸۸ء کی تینوں جلدوں میں کیا جاسکتا ہے۔ شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی کے دونوں عدالتی بیانات جلد اول میں شامل ہیں۔ نیز شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی نے فیصلہ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کی اولین اشاعت جولائی ۱۹۳۵ء کے بعد ''بیانات علمائے ربانیین'' کے عنوان سے یہ عدالتی بیانات بھی طبع کروادیئے تھے۔

(۲۳) ابو العباس محمد صادق نعمانی، فیصلہ مقدمہ بہاولپور، ص ۹، بہاول پور، ۱۹۳۵ء۔

(۲۴) شبلی، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری، ایضاً، ص ۳۰۳۔

(۲۵) اسلامک فاؤنڈیشن، رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور، ص ۲۸۰ ج ا۔

(۲۶) کے ایل گابا معروف قانون دان، سیاست دان اور ادیب تھے، ۱۸۹۹ میں لاہور کے ایک ہندو صنعتکار لالہ ہرکشن لال گابا کے ہاں پیدا ہوئے۔ بار ایٹ لا کرنے کے بعد لاہور میں پریکٹس شروع کی۔ ۱۹۲۳ء میں آل انڈیا ٹریڈ یونین کانفرنس لاہور کی مجلس استقبالیہ کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ اخبارات کے لیے مضامین لکھے اور اپنا ہفتہ وار ''دی سنڈے ٹائمز'' بھی جاری کیا۔ ۱۹۳۳ء میں حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی دعوت پر اسلام قبول کیا اور کنہیا لال (کے ایل) گابا سے خالد لطیف (کے ایل) گابا ہو گئے۔ ہندو اشرافیہ کی طرف سے انہیں دوبارہ ہندو بنانے کے لیے بڑا زور لگایا گیا مگر وہ اپنے آخری وقت تک اسلام پر قائم رہے۔ آپ نے سیرت طیبہ پر بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام Prophet of Desert پیغمبر صحرا تھا۔ اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۲۷) اسلامک فاؤنڈیشن، رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور، ص ۲۸۶، ج ا۔

(۲۸) ایضاً

(۲۹) قادیانی، مرزا غلام احمد، آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۶۴، مندرجہ روحانی خزائن ص ۵۶۴، ج ۵، ربوہ

(۳۰) ایضاً، ص ۵۶۵۔

(۳۱) ایضاً، حقیقۃ الوحی، ص ۸۶، مندرجہ روحانی خزائن ص ۸۹، ج ۲۲، ربوہ

(۳۲) ایضاً، ص ۱۰۳۔

(۳۳) ایضاً

(۳۴) ایضاً، ص ۱۰۵۔

(۳۵) ایضاً، البشریٰ، ص ۹۷، ج ۲، تذکرہ (مجموعہ الہاماتِ قادیانی) ص ۳۰۹، ۲۰۰۴، ربوہ

(قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے نام نہاد الہامات پہلے "البشریٰ" کے عنوان سے شائع کیے۔ ۱۹۳۵ء میں "تذکرہ" کے نام سے شائع کیے۔ جس وقت حضرت شیخ الجامعہ نے حوالہ تحریر کیا ہے تب یہ کتاب البشریٰ ہی تھی۔ زیر نظر کتاب "تذکرہ" کا چوتھا ایڈیشن ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کا عربی الہام اِن الفاظ میں درج ہے:

"اُصلّی و اَصوم۔ اسھرُ و انامُ۔ واجعل لك انوار القدوم واُعطیك ما یدوم"

حضرت شیخ الجامعہ نے اسی قادیانی خرافات کا اردو ترجمہ تحریر کیا ہے۔

(۳۶) قادیانی، توضیح مرام، ص ۷۵، مندرجہ روحانی خزائن ص ۹۰، ج ۳، ربوہ

(۳۷) ایضاً، تریاق القلوب ضمیمہ ۳، ص ۳۶۹، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۴۹۷، ج ۱۵، ربوہ

(۳۸) ایضاً، حقیقۃ الوحی، ص ۸۴، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۸۷، ج ۲۲، ربوہ

(۳۹) ابوالعباس محمد صادق نعمانی، فیصلہ مقدمہ بہاولپور، ص ۶۴ تا ۶۶ طبع اول، بہاول پور، ۱۹۳۵ء۔

(۴۰) ایضاً ص ۱۴۹۔

(۴۱) قادیانی، انجام آتھم، ص ۱۷، مندرجہ روحانی خزائن ص ۱۷، ج ۱۱، ضیاء الاسلام پریس، ربوہ

(۴۲) فاضل جج نے لکھا ہے:

"مدعا علیہ کے گواہان نے ریاست ہذا کے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے اور یہ دکھلانے کے لئے کہ گواہانِ مدعیہ نے مرزا صاحب اور اُن کے متبعین کے خلاف فتویٰ تکفیر محض اپنے بغض اور عناد کی بنا پر اور اپنے بزرگان کے اقتدا کا خوگر ہونے کی وجہ سے دیا ہے ورنہ دراصل مرزا صاحب ضروریات دین میں سے کسی کے منکر نہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کا نہ صرف ریاست بہاولپور کا ایک حصہ معتقد اور مرید ہے' بلکہ سندھ' بلوچستان اور پنجاب میں بھی آپ کے بکثرت پائے جاتے ہیں، کی ایک کتاب "اشارات فریدی" سے یہ دکھلایا ہے کہ اُن کے نزدیک مرزا قادیانی کسی عقیدہ اہل سنت والجماعت اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر نہیں پایا جاتا بلکہ آپ اس کے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ وہ اپنے اوقات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتا ہے اور حمایت دین پر کمر بستہ ہے اور کہ علمائے وقت تمام مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر اس نیک آدمی کے پیچھے پڑ گئے ہیں جو اہل سنت والجماعت میں سے ہے اور صراط مستقیم پر قائم ہے۔ اور خواجہ صاحب کی اس تحریر پر بڑی شرح اور بسط سے بحث کر کے یہ دکھلایا ہے کہ یہ الفاظ خواجہ صاحب کے اپنے ہی ہیں اور انہوں نے مرزا قادیانی کی کتابیں دیکھنے کے بعد یہ رائے قائم کی تھی۔ مدعیہ کی طرف سے بھی اس کا مفصل جواب دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کی جو کتابیں خواجہ صاحب نے اس وقت تک دیکھیں تھیں' ان میں مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت درج نہ تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی ایک تحریر سے جو اس کی کتاب انجام آتھم' صفحہ ۶۹ پر درج ہے' پایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب بھی بعد میں مرزا کے مکفر اور مکذب ہو گئے تھے۔ مرزا قادیانی اس تحریر میں لکھتا ہے کہ اب ہم ان مولوی صاحبان کے نام ذیل میں لکھتے ہیں کہ جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی۔ اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں مگر

مفتری اور کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں۔ بہر حال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفر اور مکذب ہیں۔ اور اس کے ساتھ مرزا قادیانی نے ہر دو گروہوں کی فہرستیں دی ہیں۔ اس فہرست میں میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور کا نام بھی درج ہے۔" (فیصلہ مقدمہ بہاولپور، ص ۱۲۸ طبع اول)

(۴۳) شبلی، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری، ایضاً، ص ۲۹۶

(۴۴) شیدانی شریف لیاقت پور ضلع رحیم یار خان سے تقریباً ۳۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ تحصیل لیاقت پور کی ایک یونین کونسل بھی ہے۔ تحصیل لیاقت پور میں کے ایل پی روڈ اور دریائے سندھ کے درمیان ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ شیدانی شریف خاندان کوریجہ کے خواجگان چاچڑاں شریف کے کوریجہ خاندان کا مسکن ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس خاندان کے بزرگان نے اس علاقے میں رشد و ہدایت کی شمع جلائی تھی اور ہزاروں افراد ان کے مرید ہوئے۔ اب بھی اس علاقے کی اکثریت ان کے مزارات سے عقیدت رکھتی ہیں اور اس خاندان کی موجودہ سیاسی و مذہبی شخصیات کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

(۴۵) شبلی، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری، ایضاً، ص ۲۹۷

(۴۶) ایضاً

(۴۷) فیصلہ مقدمہ بہاولپور، ص ۱۲۸ طبع اول

(۴۸) اسلامک فاؤنڈیشن، رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور، ص ۷۵۔۷۶ (دیباچہ)، ج ۱، لاہور، اکتوبر ۱۹۸۸ء

(۴۹) شبلی، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری، ایضاً، ص ۲۴۷۔

(۵۰) شبلی، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین مہری، ایضاً، ص ۲۲۴

(۵۱) سرہندی، سید اختر حسین، مقدمہ بہاولپور، ص ۱۵، سیالکوٹ، ۱۹۷۳۔

(۵۲) ایضاً، ص ۱۶

(۵۳) ایضاً، ص ۱۷

(۵۴) اللہ وسایا، مولانا، گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ، ص ۴۳۴، ملتان، ۲۰۱۷ء۔

(۵۵) ابو العباس محمد صادق نعمانی، ص ابتدائی، بہاولپور، ۱۹۳۵ء۔

(۵۶) اسلامک فاؤنڈیشن، رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور، ص ۱۳۳ تا ۱۳۴، ج ۱۔

(۵۷) حضرت شیخ الجامعہ کا اشارہ مرزا قادیانی کے اس قول کی طرف ہے:

"یہ بھی تو سمجھو شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی

اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔وحی صاحب شریعت ہو گیا۔پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی"(قادیانی، مرزا غلام احمد، اربعین نمبر ۴ ص ۶، ۷، مندرجہ روحانی خزائن ص ۴۳۵، ۴۳۶، ج ۱۷، ربوہ)

(۵۸) ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء میں امیر حبیب اللہ خاں والیٔ افغانستان نے قادیانی عقائد کی تبلیغ کرنے کے جرم میں قادیانی مبلغ عبداللطیف کو سنگسار کر کے ہلاک کروا دیا تھا۔(قادیانی، مرزا غلام احمد، تذکرۃ الشہادتین، ص ۵۷، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۵۹، ج ۲۰، ربوہ) جب مدعا علیہ نے بیان کیا کہ ملک ہندوستان کے علماء ہی اُنہیں کافر قرار دے رہے ہیں جو ان کے تعصب کا نتیجہ ہے ورنہ ہندوستان سے باہر تو اُنہیں مسلمان ہی سمجھا جاتا ہے۔ اِس کے جواب میں حضرت شیخ الجامعہ نے افغانستان میں قادیانی مرتد کو سنگسار کئے جانے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ جہاں بھی قادیانی عقائد طشت از بام ہوتے ہیں انہیں مرتد ہی تصور کیا جاتا ہے۔

(۵۹) اسلامک فاؤنڈیشن، رُوداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور، ایضاً ص ۲۹۵ تا ۳۰۳، ج ۱۔

(۶۰) القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیۃ ۴

(۶۱) القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، آیۃ ۸۱

(۶۲) القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیۃ ۱۵۸

(۶۳) القرآن الکریم، سورۃ المائدہ، آیۃ ۳

(۶۴) القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیۃ ۵۹

(۶۵) لاہوری، مولوی محمد علی، تفسیر بیان القرآن، ص ۵۲۶، ج ۱

(۶۶) القرآن الکریم، سورۃ الاسراء، آیۃ ۸۸

(۶۷) القرآن الکریم، سورۃ الاحزاب، آیۃ ۴۵، ۴۶

(۶۸) القرآن الکریم، سورۃ الرعد، آیۃ ۷

(۶۹) القرآن الکریم، سورۃ العنکبوت، آیۃ ۵۱

(۷۰) القرآن الکریم، سورۃ الحجر، آیۃ ۹

(۷۱) القرآن الکریم، سورۃ الاحزاب، آیۃ ۴۰

(۷۲) لاہوری، مولوی محمد علی، تفسیر بیان القرآن، ص ۵۱۵، ج ۳

(۷۳) قادیانی، مرزا غلام احمد، آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۶۴، مندرجہ روحانی خزائن ص ۵۶۴، ج ۵، ربوہ

(۷۴) قادیانی، ایضاً، ص ۵۶۵۔

(۷۵) قادیانی، حقیقۃ الوحی، ص ۸۶، مندرجہ روحانی خزائن ص ۸۹، ج ۲۲، ربوہ

(۷۶) ایضاً، ص ۱۰۳۔

(۷۷) ایضاً، ص ۷۵۔

(۷۸) ایضاً، ص ۱۰۵۔

(۷۹) قادیانی، البشریٰ، ص ۷۹، ج ۲، تذکرہ (مجموعہ الہاماتِ قادیانی) ص ۳۷۹، ۲۰۰۴، ربوہ

کتاب ''تذکرہ'' میں مرزا قادیانی کا عربی الہام اِن الفاظ میں درج ہے:

''أصلّی و أصوم۔ اسھرُ و انامُ۔ و اجعل لک انوار القدوم و أعطیک مایدوم''

حضرت شیخ الجامعہ نے اسی قادیانی خرافات کا اردو ترجمہ تحریر کیا ہے۔

(۸۰) قادیانی، توضیح مرام، ص ۷۵، مندرجہ روحانی خزائن ص ۹۰، ج ۳، ربوہ

(۸۱) ایضاً، تریاق القلوب ضمیمہ ۳، ص ۳۶۹، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۴۹۷، ج ۱۵، ربوہ

(۸۲) ایضاً، حقیقۃ الوحی، ص ۸۴، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۸۷، ج ۲۲، ربوہ

(۸۳) ایضاً، خطبہ الہامیہ، ص ٹائٹل، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۱، ج ۱۶، ربوہ

خطبہ الہامیہ کے ٹائٹل پیج پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''فلا شك انه آية من الآيات۔ وما كان لبشر ان ينطق كمثلي''

حضرت شیخ الاسلام نے مرزا قادیانی کی اس خرافات کا اُردو ترجمہ تحریر فرمایا ہے۔

(۸۴) قادیانی، ازالہ اوہام حصہ اول، ص ۱۴، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۱۰۹، ج ۳، ربوہ

(۸۵) ایضاً، انجام آتھم (ضمیمہ)، ص ۷ و ۹، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۲۹۱ و ۲۹۳، ج ۱۱، ربوہ

(۸۶) ایضاً، حقیقۃ الوحی، ص ۱۷۷، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۱۸۳، ج ۲۲، ربوہ

(۸۷) ایضاً، کشتی نوح، ص ۱۶، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۱۸، ج ۱۹، ربوہ

(۸۸) ایضاً، ایک غلطی کا ازالہ، ص ۹، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۲۱۳، ج ۱۸، ربوہ

(۸۹) ایضاً، اعجاز احمدی، ص ۵۲، مندرجہ روحانی خزائن، ص ۱۶۴، ج ۱۹، ربوہ

(۹۰) ایضاً، ص ۸۱۔

•